

معارف

مفتی محمد رفیع الدین
شیخ الفیض حضرت مولانا عبدالحق
شیراز دارالعلوم لاہور

۲۲ فروری ۱۹۵۰ء

کتاب خانہ دارالعلوم لاہور

دُعا

(از جناب خواجہ زادہ راشد احمد صاحب قیصہ)

اُس مہرباں کے نام سے کرتا ہوں ابتدا
تو بے نیاز ہوتے بھی ہے ہم پہ مہرباں
میں اور تیری بندگی کس مُنہ سے کر سکوں
تجھ سے مدد نہ چاہوں تو پھر کیسے کٹ سکے
صدقے میں ان کے جن پہ تری نعمتیں ہوں
مولا ان ہی کے نقشِ قدم پہ چلا مجھے
جس کی نہ استدا ہے کوئی اور نہ انتہا
اے مالک زمین و زماں رت دوسرا
جب کچھ سمجھ سکا نہ تری ذاتِ کبریا
صبر آزما و توبہ شکن ہے رہِ فنا
صدق و صفا کی راہ ہیں جن کے نشانِ پا
بھیجے ہیں جن پہ تُو نے درود اور کی ثنا
وہ لوگ جن پہ تیرا غضب ہے مرے رحم
قیصر کی التجا ہے کہ ان سے مجھے بچا

سماں بدلا

(از جناب مولوی عبد الحمید صاحب سرودش لکھنؤ)

ترا اندازِ فکر و فہم کیا بدلا جساں بدلا
ادائے غنجہ و گل ہی کو قدرت کی نہیں سوجھی
سماں ہے روشنیِ اختیار کی جسے ترے دل میں
بدلنے کو زمانہ نے ہزاروں کروٹیں بدلیں
فضا بدلی سماں بدلا زمین بدلی زماں بدلا
چمن میں لبلب و صلصل نے بھی طرزِ فغاں بدلا
ترا ذوقِ عیاں بدلا ترا شوقِ نہاں بدلا
نہ ذرہ بھر زمیں بدلی نہ ہرگز آسماں بدلا

نہ بدلا جب تلک مفہومِ موتِ زیستِ مسلم نے

نہ اس کی منزلیں بدلیں نہ اس کا کواثرِ ان بدلا

جلد ۲ | ۱۱ | رجب المرجب ۱۳۶۶ | مطابق ۲۲ فروری ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۱

سلاطنتی کونسل میں کشمیر کی بحث جاری ہے۔ کشمیر کا مسئلہ بڑے نازک دور میں سے گزر رہا ہے۔ تجارتی سیاست دافین کی سلاطنتی کونسل اور بھارت میں تقریروں کے پس منظر میں تجارتی فوج زبردست نقل و حمل میں مصروف ہے۔ مقبرہ نذرانہ بارے میں کہ بھارت (پری ۶) ڈویژن فوج، ٹیٹیک اور صرف طیارے کشمیر بھیج چکا ہے۔ بھارتی صحافتی کونسل میں پاکستان کے ناقص اندم قدم پر شکست کھا رہا ہے۔ اس کے نام نہاد سامراج وحشی کپھرے سے آفتاب اٹھتا جا رہا ہے اور نیچے سے اس کی ملکیت پرستی کا مسخ شدہ خاکہ رونما ہو رہا ہے۔ دنیا سمجھ چکی ہے کہ بھارت اقوام متحدہ کے وجود کو ایک مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ سر مشین جو اقوام متحدہ کی رسالت سے دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک میں بھی مثال اور صرفت کا روپ دھارتا دیتے ہیں، آج یہ کہتے سنا دیتے ہیں کہ یہ رضی کونسل کی قرارداد ہے، بھارت اس کا پانڈین ہے۔ گویا سلاطنتی کونسل کی قراردادوں کی پابندی بے اعتنائی اور فرض پر لازمی ہے۔ اگر مصر کا معاملہ پیش ہو۔ یا روس اور امریکہ کو سلاطنتی کونسل کا حکم ماننا چاہیے۔ اگر گویا کو کوئی مسئلہ درپیش ہو۔ جنوبی افریقہ اور بھارتیہ اقوام متحدہ کی تجاویز پر غرضی جاسکتی ہیں۔ لیکن جب خود بھارت کا مسئلہ کونسل میں اضعاف کے لئے آنے پر مشر مشین اسے ایک قرارداد سے زیادہ اہمیت دے دیں۔ لیکن یہ بات پاکستان اور پاکستانیوں کے لئے نئی نہیں۔ بیرونی دنیا کو شاید عجیب معلوم ہو۔ ہم تو اقوام عالم کو عرصہ وس سال سے کہہ رہے ہیں کہ بھارت کھٹ سے صرف عام سلام سے سنتے بلکہ اس کے پہلو میں چمپائی ہوئی تیز چھری کو بھی دیکھنے سے حیرت و یوں چل چکی ہے۔ جو ناگزیر اور نامادور کشمیر کا مسئلہ ہے۔ ادبیاں مظلوم کشمیر کی مثالیں کو اس کے گھبر کچی چھری پھرنے کے تیار ہیں۔

عرض کیا تھا کہ کشمیر کا مسئلہ خود اقوم متفقہ کی
 ہنگامہ کا مسئلہ ہے۔ ہم اقوم متفقہ اور اس حکام
 سے جن کی کوششیں پاکستان کے موقف پر متفق
 ہیں اور وہ اس مسئلہ کے پر امن حل کے خواہاں
 ہیں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بھارت پر باق کا
 ہی رجحان سوار نہیں جو آسانی سے اتر جائے اس
 کے منہ کو حکومت پرستی کے خون کی بجھی طرح
 چاٹ لگا چکی ہے۔ ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ
 ساتھ وہ پہلی ملک کی آزادی کو اپنی پرستی
 نیت کا نشانہ کر چکا ہے۔ اس لئے اقوم متحدہ
 کے فیصلوں کو سختی سے عملی جامہ پہنانا ضروری
 ہے۔ بھارت کا رویہ عدم مثال ہے۔ ابھی کوئی
 قرارداد پیش نہیں ہو چکی ہے۔ پہلے ہی میں نے
 قانون کی رٹ اور نفی میں سر لگانا شروع
 کر دیا ہے۔ اقوم متحدہ کو اپنے خمد کے
 وقار کی نگہبانی پریشانی سے کوئی کام نہ
 کر کوئی بھارت صفت ملک دھڑلے سے تو
 اقتاعی طور پر تادیب کا دارائی کرنی چاہئے۔ اقوم
 متفقہ اور اس کے رکن حکام ایسے عزم ملک
 پر سماجی، سیاسی اور معاشرتی پابندیاں لگائیں
 تاکہ اس کے سر سے ایذا و سوء اختم ہو جائے
 قومی حیثیت کیسوں کی زیر نگرانی باری ہے کہ
 کہ پہلے سے سالانہ میزبانانہ نے قوم کی
 اکثریت کو سخت دہراں میں مبتلا کر دیا ہے۔ عوام
 کی عزت حالی کے ٹانگے پہلے ہی اندس سے
 لٹے تھے کہ نیا بھارت کیسوں کا نیا حالانہ خد
 کیا۔ باہرین حساب نے میزبانانہ کو بھگا کر لئے
 کے لئے ان اشیاء پر حصول تجرہ کئے جن
 سے باد است زخوام کی تار مار میں پور
 تقریباً سات کروڑ کے خسارے کو پر
 کر لئے گئے۔ سوئے سوئے کے ساتھ سائنس تار
 سینٹ، ٹیولرٹ اور کھار پر ٹیکس تجرہ
 لئے گئے ہیں۔ اگرچہ وزیر خزانہ کے سچے سچے

بدولت، اس فخرست میں چند رشا، سے ٹیکس مال
نے لئے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی مارکیٹ دہم بہم
ہو چکی ہے۔ بعض اشیائے ضروریہ جو بازار
میں پہنچ چکی ہیں اس ہر سے زیادہ قابل ذکر
یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی
بموتی تواریہوں سے شروع ہو کر تین عوام
کی جیبوں سے ڈھیر مایہ نثری نامائز ہر
پر سراہ نکلتا شروع ہو گیا ہے۔ افسوس کہ وزیر
خزانہ عوامی حالت سے کتنے بے خبر ہیں کہ انہیں
عوام کی ناگفتہ بہ حالت کا ہی پتہ (اے اے
انہوں نے) کچھ ٹیکس دلائل نہیں (جنگہ ان کی
خاندان پر پلکی پریس بیچ اٹھا۔ خدا جانے چند
دلوں میں نامائز سراہ اندرون سے کس قدر
لوٹ چائی ہوگی۔ سالاکہ ایک طرف تو وہ گراں
شدہ مال کا ٹیکس ادا کرنے سے بچ گئے اور
دوسرے مال بھی انہوں نے سابقہ قیمتوں پر دیا ہوگا۔
قومی معیشت سے متعلقہ مسائل قومی اسمبلی
میں اجاگر اور اختلاف کی لہر نہی اور
محکمہ انکوارا تقاریر میں دب رہے ہیں، تعمیر اصلاح
کی شاید کوئی بھی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ بلکہ
ان مسائل پر بحث کا رخ زرعی اصلاحات کا
طرف پلٹ دیا گیا ہے۔ مرکز دالے کہتے ہیں
کہ زرعی اصلاحات صوبوں کا کام ہے۔ ہر ہوائی
ارباب اختیار مرکز کو موقوف کرنے کے حالانکہ
سب لوگ وہاں موجود ہیں اور کچھ فضلہ کرنٹیں
پاتے۔ دوسری طرف قومی اسمبلی میں خطبہ
مضافہ ہو رہے ہیں۔ کچھ کے رخ اگرچہ انراں
تو نہیں ہوتے تھے تاہم کسی حد تک فی زمانہ
دہقان بخش تھے۔ لیکن آئندہ مال سال میں حص
مالیسی کا سامنا کرنا ہوگا۔ سائیکل ٹائزر اوسط
درجہ کے عوام کے لئے انتہائی ضروری شے ہیں۔
ایک طرف ان کی درآمد بند ہو چکی ہے۔ دوسری
سے عوام کو ملی صنعت کا تیارہ کردہ ناقص
سامان مل رہا ہے وہ بھی نہایت گراں قیمت
کی طرف سے نہ تو کوئی قیمتوں پر کنٹرول
نہ صنعت کاروں کی سرمایہ اندرون پر نقدیں
طرح سیمنٹ کی گراں، کیلاؤں کی مانیابی کے مسئلہ
کو اور اٹھھا دے گی۔ عینہ موٹر سپرٹ پریس
بار بروری کو گراں تر بنا دینا۔

دیر نرزاہ سے گذارش ہے کہ ماہرین معاشیات کے ساتھ پھر سرچرچہ پیشیں اور سبھی کے عہد پر محسوس کہ بارگم انکم پرے۔ خسارہ کو کھوس اور اہل غربت کی تہمتوں سے بڑا کیا جائے۔ حکومت کے دوا اور اہل کاروں کے خراجات کم کئے جائیں، عہد میں حکومت کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے نظم و فسق کے معمار گھٹائے جائیں۔ تقریبات اور ذاتی پیشے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خطبہ یوم الجمعہ - ۱۲- رجب ۱۳۷۶ھ - ۱۵- فروری ۱۹۵۶ء

محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی محبت کا ثبوت فقط تعظیم شعائر اللہ سے ملتا ہے

(رازی) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیلوالہ دروازہ (لاہور)

برادران اسلام - اللہ تعالیٰ نے دوز ازل میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تھا۔ وَادَّخَلَ رَبُّنَاکَ مِیْثَاقَ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْهُمْ وَخَرَجَ مِنْهُمْ کُلٌّ فَاَتَىٰ اٰدَمَ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ فَوْقِ السَّمَاءِ قَالُوْا لِلّٰہِ سُبْحٰنَہٗ عَلٰی اَنْتَھُمْ عَلٰی الْاَرْضِ فَاٰدَمُ مِنْہُمْ اِلٰہٌ قَالُوْا سُبْحٰنَہٗ عَنِ الْمَکٰرِمِ الْعٰلِیَّۃِ اِنَّ اٰدَمَ کَانَ غٰفِلًا ۝۱۰ اَوْفَوْا بِالْعٰہِدِ اَلَمْ اٰتِیْکُمْ اَلْعٰہِدَ مِنْ فَوْقِ السَّمَاءِ فَاَنْتُمْ تَخٰفُوْنَ ۝۱۱

سورۃ الاعراف سورۃ بقرہ ۲۰۰

ترجمہ - اور جب تیرے رب سے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کئے گئے لو کہیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا کئے گئے۔ کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بن ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلک کرتا ہے۔ جو گمراہی سے کیا۔

اس وعدہ کا اثر ہر انسان کے دل میں ہے

ان مذہبی انسانوں کو جانے دیجئے جن میں مذہب کی طرف دعوت دینے والے پائے جلتے ہیں۔ مثلاً یہود۔ نصاریٰ۔ ہندو وغیرہ ان کے علاوہ دوسری قومیں جن میں مذہب کا نام و نشان بھی نہیں۔ مثلاً چار یا پنجاب کی جرائم پیشہ قوم ساہنسی یا پٹاؤں کی چوبیوں پر رہنے والی قومیں جن کے ہاں کبھی کوئی معلم اسلام نہیں تھا۔ ان کو آپ ایک ایسی ہستی کا ماننے والا پائیں گے جسے نہ انہوں نے نہ ان کے باپ دادا نے کبھی دیکھا۔ نہ کبھی اس کی آواز سنی۔ اور دُائے

کسی نے ماتم سے چھوا۔ مگر انہیں یقین ہے کہ وہ ہے۔ اگرچہ اس کا نام مختلف زبانوں میں مختلف لفظوں سے لیا جاتا ہے۔ جس طرح مذہب قوموں میں خدایا اللہ کے نام سے اسے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے محبوب ہونے کا ثبوت

مجھے دیکھا تک نہیں مگر عقیدت کے لحاظ سے وہ محبوب بھی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جن قوموں کا ادب ذکر کیا گیا ہے۔ جن کے ہاں کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے۔ جن کے ہاں کبھی ہدایت آسمانی کا پیغام نہیں پہنچا ان میں بھی ایک پیر نظر آئے گی کہ جو شخص تبارک الدنیا ہو جائے۔ اور اپنی سمجھ کے مطابق اپنے رب کی یاد میں محو ہو جاتے ہر قوم ایسے لوگوں کا بڑا احترام کرتی ہے۔ انہیں پنجاب میں ”سائیں لوک“ کہا جاتا ہے اور ان کی خدمت کرنا بڑی نیکی خیال کرتے ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ اصل میں محبوب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر جو اس کا ہو کر رہے۔ وہ بھی اس کی نسبت سے محبوب ہو جاتا ہے۔

محبوب کے تعلقات بھی محبوب ہوتے ہیں

یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ محبوب کی محضوں چیز بھی محبوب ہی ہوتی ہیں۔ مثلاً بچہ اپنی ماں کو محبوب ہوتا ہے۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ماں بچے کی ہر چیز کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس کے سنے کچھ کچھ کس محبت سے دیتی ہے۔ پھر اس طرح تک کہ بچے کو کس محبت سے

جب ایک بوڑھا میلا ہو جائے تو اس شیر خوار بچے کو کس طرح پیلا داتا کہ دوسرا محبت سے پھانتی ہے۔ جب ذرا بڑا ہو جائے۔ تو کس محبت۔ سے اسے نہلا دھلا کر پالنا۔ کرتے پھانتی ہے پھر بڑی محبت سے اس کے سر پر ٹوپی رکھتی ہے۔ پھر کس محبت کے انداز سے اسے چھونا سنا جوتا پھانتی ہے۔ ان سب خدمات میں ماں کو تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ اس خدمت سے اس کا دل بار بار ہوتا ہے۔

اسی آئینہ میں اپنا منہ دیکھ

اے مسلمان محبت کے مذکور الصدد آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لے۔ یہ تو تیرا دعوے ہے کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑی محبت ہے۔ شریعت محمدیہ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت کے دن تو دیدار الہی سے مشرف کیا جائیگا۔ مگر دنیا میں تیرے لئے اس ذات پاک کا دیدار محال ہے۔ اور تو اور بلکہ خود سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی صحابہ کرام میں اختلاف ہے۔ کہ آپ کو دیدار الہی ہوا ہے یا نہیں۔ حدیث شریف میں ایک لفظ آیا ہے۔ ”فراقی ارادہ“ ابتداء اسلام میں حروف پر زیر۔ زیر اور پیش نہیں لکھے جاتے تھے۔ اس لئے ہمارے اسلاف میں سے بعض محدثین تو فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ اس طرح ہے۔ ”فراقی ارادہ“ ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) فرمے۔ بیشک میں نے اسے دیکھا ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں۔ یہ عبادت بدل ہے۔ ”فراقی ارادہ“ ترجمہ (اللہ تعالیٰ) فرمے میں اسے دیکھ دیکھ سکتا ہوں۔

حاصل۔ دونوں قولوں میں اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا ثبوت یقینی نہیں ہے۔ اب مسلمان محبت الہی کا ثبوت فقط اس صورت میں دے سکتا ہے کہ محبوب حقیقی کے ساتھ جن چیزوں کو خصوصی تعلق ہے۔ یعنی جو محض اسی کی ہیں۔ اور کسی کی نہیں۔ ان کے ساتھ محبت کی لوگائے۔ اور محبت کا حق اس طریقہ سے ادا کرے۔ جس طرح حضور انور نے حق ادا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق رکھنے والی چیز کو شریعت میں شاعر اللہ کہا جاتا ہے۔ اب شاعر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم بھی جانتے ہیں امام الاقطاد والادایا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے حجۃ اللہ الہیہ کے ”باب تعظیم شعائر اللہ“ میں فرمایا ہے۔ ”علم ان مبنی الشرائع علی تعظیم شعائر اللہ تعالیٰ والسقرب بھا الیہ تعالیٰ“ ترجمہ۔ جان لے کہ

پیدا ہوا گیا۔ کہ خانہ کعبہ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے۔ اور اس میں کسی کرنا خدا کی خدمت میں کی کرنا ہے اس لئے خانہ کعبہ کا حج فرض ہو گیا۔ اور اس کی تعظیم کا اس طرح حکم دیا گیا۔ کہ بزیر صفائی اور عمدت کے اس کا طواف نہ کیا جائے۔ تاہم اس کی طرف مُتمکریں۔ اور بدل و براہ کے وقت اس کی طرف مُتہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ خیال کریں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ عظمت انسان کا ہی یہ تقاضا تھا۔ کہ ایک ایسا مرکز بنایا جائے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف جو اشارہ لگے گا گھر تصور کر کے اس کا طواف کریں اور اس طواف کو قرب الہی حاصل کرنے کا ذریعہ خیال کریں۔ اور خدا تعالیٰ کا گھر ہونے کے تصور سے اس کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم خیال کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرنے کے لئے پوری پابندی سے اس کا طواف کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کا گھر ہونے کی عقیدت کے باعث نمازیں اسی کی طرف منہ کریں۔ اور بول و براہ کے وقت اسی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بولے ادنیٰ صحیحی انسانوں کے انہیں فطرتی جذبات کے باعث اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو خدا پرستوں کا قلعہ قرار دیا۔ اور ان کے پابگیرہ جذبات کے انہماک کے لئے اسی مقام مقدس کو ان کا ملجاء اور مادی تجویز فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام شعائر الدین

کیوں داخل ہو۔ ”وَأَمَّا النَّبِيُّ فَعَصَىٰ
مُرْسَلًا إِلَىٰ قَوْمِهِ بِرُءُوسِ الْمُؤْمِنِ إِلَىٰ
رِجَالِهِمْ يُخَافُونَ فِيهِمْ وَمِنْهُمْ
يُحِبُّ عَلَيْهِمْ طَاعَتَهُمْ إِلَىٰ غِلَاظِ
تَقَاتِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ فَإِذَا سَأَلُوا
تَقَاتِهِمُ النَّبِيَّ يُجِيبُهُمْ عَلَيْهِمْ
الِغْلَظَ وَالصَّالُوةُ عَلَيْهِمْ
وَزَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ

من باب تعظیم شاعر الدین امجد اللہ العالیہ
ترجمہ۔ اور ہی کا شاعر المیہ میں سے ہوتا۔
پس اس کا نام رسول اس واسطے ہے کہ ان کو
بادشاہوں کے انجمنوں سے مشابہت دی گئی ہے
جن کو بادشاہ امروہی کی اطلاع دینے کے لئے
رعایا کی طرف بھیجا کرتے ہیں۔ اور رسولوں کی
تعظیم کرنا بھیجنے والے کی تعظیم قرار دی گئی
ہے۔ پیغمبر کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی
اطاعت کو واجب سمجھیں۔ اور اس پر
دروہ بھیجیں۔ اور جب سجدہ آواز سے
فنگو نہ کریں۔

نازل ہو۔ اور اس کی تقظیم واجب ہو۔ اس تقظیم کی ایک صورت یہ ہے کہ جب وہ پڑھے جائے تو اسے خاموش ہو کر سنیں۔ یا یہ کہ اس کے کھنکوں کی تعین کرنے میں جلدی کریں۔ مثل مسجدِ نلادہ کے۔ اور جب تسبیح کا حکم ہو تو قرآنِ مجید کے لگ جائیں۔ اور یا یہ کہ (اس) مصحف (آسمانی) نور و ضو کے سوا کچھ نہ جائے۔

حاصل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حاصل یہ نکلا۔ کہ آسمان سے ہدایات الہیہ کے نازل ہونے کا تقاضا خود فطرت انسانی نے کیا ہے۔ لہذا فطرت انسانی کی تمکین تب ہوگی۔ جب ان ہدایات الہیہ کو معمول بنائیں گے۔ اللہ اعلمنا نسیم۔

کعبۃ اللہ شعائر اللہ سے کیوں ہے

[illegible]

شریعتوں کی بنیاد شعائر اللہ کی تعظیم پر رکھی گئی ہے اور ان شعائر اللہ کے ذریعہ سے قرب الہی حاصل کرنے پر رکھی گئی ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے انسان اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ سکتا ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے دُور بلکہ مردود رہے گا۔

شعائر اللہ جاری ہیں

فلسفہ کتاب و سنت کی جامع کتاب
حجۃ اللہ البالغین حضرت شاہ ولی اللہ
فرماتے ہیں۔ ”مؤتم شعاثر اللہ اربعۃ القرآن
والکعبۃ والنبی والصلوۃ“ ترجمہ۔ شعاثر اللہ
میں سے بڑے درجہ کے چار ہیں۔ قرآن (مجید) اور
خانہ کعبہ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نماز۔

قرآن مجید شعائر اللہ میں کیوں ہے

أَمَّا الْقَدْرَانِ كَانَ النَّاسُ شَاءَ فِيهَا
يَنْتَهَرُ رَسَائِلَ الْمَلُوكِ إِلَى رَعَايَاهُمْ وَكَانَ
يُطَوِّفُهُمُ الْمَلُوكُ مُسَارِقًا لِقِيَامِهِمْ لِيَسْأَلُوا
وَسَاءَ حُفَّتْ أَلْبَابُهُمْ وَمَصْنَعَاتُ غَيْرِهِمْ وَكَانَ
مَدَّحُهُمْ لِمَدِّحِهِمْ مُسَارِقًا لِقِيَامِهِمْ ذَلِكَ أَنَّ
وَلَدَهُمَا وَكَانَ الْأَنْبِيَاءُ يَلْعَنُونَ قَاتِلَيْهِمَا عَلَى أَلْسِنِهِ
يَدْفِنُ كِتَابَ بَيْتِي وَيُزِيحُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَلْوِي الرَّأْيِي
فَأَسْتَوْجِبُ النَّاسَ عِنْدَ ذَلِكَ أَنِّي يُطَوِّفُهُمُ اللَّهُ
فِي صُورَةٍ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَوَجِبَ
تَعْلِيمُهُ فِي كِتَابِهِ مَوْلِدُهُ وَيَسْمُوهُ الْأَوَّلِي
مَوْلِدُهُ أَنِّي يُولَدُ لِأَوَّلِهِمْ وَتَعْلِيمُهُ فِي الْبَلَادِ وَ
كَأَنَّهُ يَسْأَلُ عِنْدَ الْأَوَّلِيهِمْ أَنِّي رَمَعْتُ أَنِّي لَمْ
يَسْمُوهُ الْمُصْطَفَى إِلَى عَلَى صُورَةٍ

ترجمہ۔ لیکن قرآن مجید (کیوں شاعرانہ میں ہے) لفظوں میں یہ چیز درج تھی کہ بادشاہوں کے فریضہ الہی کی رعایا کی طرف آتے تھے۔ اور ان کے ہاں بادشاہوں کی تعظیم ان کے فریضہ کی تعظیم کے تابع تھی یعنی جس بادشاہ کے فریضہ کی عزت کرتے تھے۔ اس بادشاہ کی عزت بھی ان کے دل میں ہوتی تھی۔ اور انبیاء کے صفیے اور دوسرے لوگوں کی تعظیمات بھی شائع شدہ تھیں۔ اور ان انبیاء کے مذہب کو اختیار کرنا ان کتابوں کی تعظیم اور ان کے پڑھنے کے تابع تھی۔ یعنی ان انبیاء علیہم السلام کی کتابوں کی تعظیم کرتے اور ان کو پڑھتے ہیں۔ ان انبیاء علیہم السلام کے مذہب میں وہ لوگ داخل ہوتے تھے۔ اور ان کے بعد کے تابع ہونا اور دوسرے مذہب کے گزر جانے کے بعد ان علوم کا حاصل کرنا بظاہر ایسی کتاب کے سوا ممکن نہیں تھا جو علمی عیسائی اور روایت کی جائے نہیں ایسی کتاب میں لوگوں نے اتفاق کیا کہ اللہ کی رحمت ایک کتاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ جو وہاں اہلین کی طرف سے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کی فطرت کا تقاضا تھا۔ کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کی جانب سے ان کے احکام پہنچانے کے لئے ان کے نمائندے آتے ہیں۔ اسی طرح شاہنشاہ حقیقی کی طرف سے بھی اس کے نمائندے آئیں۔ اور وہ اس کی مخلوق کو احکام الہی پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے نمائندے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اس مقدس جماعت میں سے آخری نمائندہ سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔

نمازیوں شاعر الشہین داخل ہے

”وَمَا الصَّلَاةُ فَیَقْصِدُ فِيهَا التَّشْبِيهَ بِحَالِ عِبِيدِ الْمَلِكِ عِنْدَ مُلْكِهِمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمَنَاجَاةٍ أَيْاهُ وَخَضَعَتِهِ لَهُ وَلِذَلِكَ وَجِبَ تَقْدِيمُ الشَّاءِ عَلَى الدُّعَاءِ وَمَوَاحِدَةُ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ بِالْهَيْمَاتِ الَّتِي يَجِبُ مَرَا تَحَا عِنْدَ مَنَاجَاةِ الْمَلُوكِ مِنْ خُمِ الْأَطْرَافِ وَتَوَكُّفِ الْإِلْتِقَاعِ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْدَ صَلَّى فَإِنَّ اللَّهَ قَبْلَ وَجْهِهِ وَدَلَّاهُ أَعْلَمُ

من باب تعظیم شعائر اللہ میں ترجمہ۔ اور نماز کا شعائر میں سے ہونا اس واسطے ہے کہ اس سے مقصد غلاموں کے حال کے ساتھ تشبیہ دینا ہے کہ جب وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہو کر درخواست اور عاجزی کرتے ہیں۔ اور اس لئے دعا کرنے سے پہلے حمد و ثنا ضروری ہوگی۔ اور آدمی کا ایسی ایسی بیہوشیاں اختیار کرنا ضروری ہوئیں۔ جو مناجات کے وقت بادشاہ کے سامنے اختیار کی جاتی ہیں۔ یعنی ہاتھ باندھا اور ادھر اُدھر التفات نہ کرنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے۔ تو خدا اس کے سامنے ہوتا ہے۔ وادہ اعلم

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بھیجا جانا خود فطرت انسانی کا تقاضا تھا۔ کہ جب دنیا کے بادشاہوں کے بھیجے ہوئے نمائندے ان کی رعایا کے پاس ان کے احکام لیکر آتے ہیں۔ تو پھر شاہنشاہ حقیقی کی طرف سے بھی نمائندے آنے چاہئیں۔ اور

وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔

شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی دلیل ہے

رِذَالِكُمْ وَمَنْ يُغْلِبْهُ شَعْرُ اللَّهِ فَاتَّخِذْ مِنْ قُوَّةِ الْقُلُوبِ ۝ سورہ الحجہ سورہ الحجہ۔ بات یہی ہے۔ اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے۔ سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے۔

قلبی تقویٰ اور ظاہری تقویٰ

علامہ ابو الفضل سید محمود الوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ فرماتے ہیں۔

رَقَبَتَيْنِ التَّقْوَى الْبَاطِنِيَّةُ وَالْظَاهِرِيَّةُ إِلَى أَنَّ الشَّقَوِيَّ هُمَا فِي قُوَّةِ الْقُلُوبِ وَالْمَوَادِّ هُمَا الشَّقَوِيَّ الْحَقِيقِيَّةِ الصَّادِقَةِ الَّتِي يَتَصَيَّفُ بِهَا الْمُؤْمِنُ الصَّادِقُ وَتَقْوَى الْأَغْضَاءِ وَالْمَوَادِّ هُمَا الشَّقَوِيَّ الصُّورِيَّةُ الْكَاذِبَةُ الَّتِي يَتَصَيَّفُ بِهَا الْمُتَأَنِّفُ الَّذِي كَثِيرًا مَا تَخْشَعُ أَغْضَاءُهُ وَقَلْبُهُ سَاوِيًا لَا يَخْشَعُ إِلَّا بِمُحَدِّدِهَا تَرْجِمَهُ (قرآن مجید میں) تقویٰ کے ساتھ دلوں کی قید لگانا اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ دلوں کا تقویٰ اور اس سے مراد حقیقی اور سچا تقویٰ ہے جو بچے مومن میں ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم راضیہ (ظاہری) کا تقویٰ ہے۔ اور اس سے مراد جھوٹا صورت کا تقویٰ ہے۔ جو منافق میں پایا جاتا ہے۔ جس کے اعضاء کئی مرتبہ عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا دل رتقویٰ سے غافل بلکہ ایک طرح کا لمو کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مومن کا شیعہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں شعائر اللہ کی سچی محبت ہو۔ اس کے بعد ظاہری اعضاء سے ان کے آداب بجالائے۔

قرآن مجید کا ادب

قرآن مجید ایک علی کتاب ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام اقوام عالم کے لئے دنیا میں عزت و دلالت۔ اور آخرت میں عذاب الہی سے بچانے والا دستور العسل ہے۔ اس کا ادب یہی ہے۔ کہ مسلمان کے ہر بچے کے لئے اس

کی تعلیم لازمی ہونی چاہئے۔ استداراً ناظر پڑھایا جائے۔ جب بچے میں اتنی علمی استعداد پیدا ہو جائے کہ اس کے معنی کو سمجھ سکے۔ تو پھر با معنی پڑھایا جائے۔ فقط اس کی تعلیم حاصل کر لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ جو احکام ہم سے متعلق ہوں۔ ان پر ساتھ ساتھ عمل بھی کیا جائے۔

خانہ کعبہ کا ادب

خانہ کعبہ کا ادب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيلًا ۝ سورہ اعران سورہ اعران
ترجمہ۔ اور لوگوں پر اس گھر کا حج اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ہر وہ شخص جو کے پاس خانہ کعبہ تک جانے اور گئے کا ذرا وارہ ہے۔ اور جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے۔ ان کے لئے بھی اتنا روپیہ ہے۔ کہ اس کے آنے تک وہ باسانی زندگی بسر کریں گے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ حج کرنے کے لئے ضرور جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب
رَقَدَ كَانَ كَقَدْرِي رَسُولِ اللَّهِ أُسُوًا
حَسَنَةً لِّمَنْ كَانَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَالْيَوْمَ الْآخِرُ
وَدَّكَ اللَّهُ كَثِيرًا ۝

سورہ الاحزاب سورہ الحجہ
ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں سید المرسلین خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرے۔ اور اسی تابعداری کو اپنے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ خیال کرے۔ اللہ اعلم
جس نے اتباع نہ کیا اس کا ٹھکانا
دوزخ ہوگا
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

اتباع سنت

رازمولناضیہ الدین صاحب داہچاؤنی
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
خدائی محبت اور معرفت اگر کوئی حاصل
کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اتباع مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کرے۔ اس کے سوا چارگانہ
نہیں۔ عداوت ارشاد باری ہے۔ ان کہتم
تنبیون اللہ فتنبیون بحسبک الشراہی ایک آیت
پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ آیات و احادیث
بکثرت اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ اس مسئلہ
پر ہم بزرگان دین کے کچھ ارشادات پیش
کرتے ہیں۔ خیر الجالس میں مجلس ۷۷ میں
ہے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چارچنگ
ذکر الاولیاء اللہ میں فرماتے ہیں کہ متابعت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہے قرآن و فتاویٰ
ارادۃ اس لئے کہ محبت خدا ہے قرآن و فتاویٰ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل
نہیں ہوتی۔
مجلس ۷۷ میں ہے جو کہ خدا تعالیٰ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ کرنا
چاہئے اور جس سے خدا تعالیٰ اور رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع کیا اس سے
بچنا چاہئے۔ مجلس ۷۷ میں فرماتے ہیں۔ لوگوں
دلیل العارفین مجلس دوم میں ہے حضرت
خواجہ حسین الدین حسینی نے فرمایا کہ جو آدمی
شریعت پر ثابت قدم رہا اور جو کچھ احکام
شرع کے ہیں ان کو بجا لایا اور سرسرو
ان سے بچاؤ نہ کیا۔ تو اس کا مرتبہ آگے
کو بڑھتا ہے۔ یعنی تمام مرتبیاں اس پر
موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے
مجلس ۷۷ میں فرماتے ہیں کہ علماء کی فرت
دیکھنا بھی عبادت ہے۔
اسرار الاولیاء اٹھارہویں فصل میں حضرت
شیخ فرید الدین نے فرمایا کہ اسے درویش حدیث
شریف میں آیا ہے۔ کہ فقیر عالم ہزار ایسے
عابدوں سے بہتر ہے جو شب کو بیدار رہیں
اور دن کو روزہ رکھیں اور عالم کی ایک دن کی
عبادت عابد بے علم کی چالیس دن کی عبادت
کے برابر ہے۔
مکتوبات قدوسیہ مکتوب ۳۷۷ میں ہے
کہ شریعت پر قائم رہو کیونکہ باطن کی صفائی
اور اس جہان کی نجات کے لئے اس وقت
بجز شریعت کے کوئی اور شے محبت اور
سبب نہیں۔

مکتوب ۷۷ میں ہے جو لوگ شریعت
کے احکام سے ہٹ گئے حلال و حرام کی

اور اصلی اور سچے دین تک یقیناً پہنچ
جائیں گے۔

نماز کا ادب

برادران اسلام۔ جس عقل سے آپ
دنیا کا کار و بار چلا لیتے ہیں۔ اسی عقل سے
اللہ تعالیٰ کے تعلق کو درست رکھیں گے
تو انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہ الہی میں مقبول
ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے بہشت میں بھی پہنچ جائیں گے۔
اب دیکھئے۔ اگر کوئی شخص آپ کا کہنا
زبان سے مان لیتا ہے۔ لیکن اس پر
عمل نہیں کرتا۔ تو کیا آپ اس سے
راضی ہو سکتے ہیں۔ اور کیا آپ اسے
جھوٹا۔ فریبی اور مکار نہیں کہیں گے۔
مثلاً آپ نے ذکر سے کہا۔ کہ پانی لا دو۔
اس نے منہ کر کہا۔ بہت اچھا حضور۔
مگر پانی نہ لائے۔ کیا آپ اس کو جھوٹا۔
فریبی اور غدار نہیں کہیں گے۔ اسی پر
اللہ تعالیٰ کے تعلق کو قیاس کر لیجئے۔
وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ پانچ وقت (صبح)
ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء کی نماز باقاعدہ
اور لازمی طور پر پڑھاؤ۔ اب ایک شخص
اقرار کرے۔ کہ چونکہ میں مسلمان ہوں۔
اس لئے مجھے پانچوں نمازیں پڑھنی چاہئیں۔
مگر ایک بھی نہ پڑھے۔ تو کیا وہ تمہارے
ذکر کی طرح جھوٹا مسلمان۔ فریبی مسلمان۔
وغایا مسلمان نہیں کہا جائیگا۔

یا ایک یا دو پڑھے

یا مثلاً کوئی مسلمان ایک یا دو نمازیں
پڑھے۔ پانچ پوری نہ پڑھے۔ تو اس کی
مثال ایسی ہے۔ کہ آپ کے کھلے میں روٹی
سالن اور پانی یہ چیزیں ضروری تھیں۔
مگر فقط روٹی دے کر چلا جائے۔ سالن اور
پانی نہ لائے۔ یا مثلاً سالن دے کر چلا
جائے۔ روٹی اور پانی نہ لائے اور بیٹھ
ہو کر بیٹھ جائے۔ کیا آپ اس کو غدار
اور بد دیانت ایسے ناموں سے نہیں یاد
کریں گے۔ کیا اس کو شریف اور متین
کا لقب دے سکتے ہیں؟ اپنا معاملہ اپنے
نامک حقیقی سے بھی اسی پر قیاس کر لیجئے
واعلیٰ الا البلاغ۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شاعر اللہ کا
ادب اور ان کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّا بَيْنَ
عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ خَدَّ
وَالْعُشَلُ بِالْفُضْلِ حَقِّي بَنِي كَانَ مِنْهُمْ
مَنْ أَتَى أَشَدَّ عِلَاقَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي
مَنْ يُنْصَحُ ذَلِكُمْ وَأَنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ
فَكَرَّوَتْ عَلَى بَنِيكُمْ وَتُسَبِّحُونَ مِلَّةً وَ
تُفْطِنُونَ لَمْ يَكُنْ عَلَى كَلْبِكُمْ وَتُسَبِّحُونَ مِلَّةً
كَلْبِكُمْ فِي النَّارِ أَلَمْ تَكُنْ وَاحِدًا وَكَلْبًا
مَنْ يَحْيَى يَارَسُولَ اللَّهِ خَالِ مَا أَكَاغِيهِ
وَأَصْحَابِي۔ دواہ الترنی

ترجمہ۔ ہدایت بن مروت روایت ہے۔
کہا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ
میری اُمت پر بھی ضرور وہ وقت آئے گا
جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جوئی کے
ایک تلہ کے دوسرے تلہ کے برابر ہونے کی
طرح۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے
اپنی ماں کے ساتھ کھل کھلا بدکاری کی تھی۔ تو
میری اُمت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام
کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں
میں بنے تھے۔ اور میری اُمت تشر فرقوں
میں بنے گی۔ سورۃ ایک فرقہ کے باقی سب
دورخ میں جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کی۔
یا رسول اللہ وہ کوشا فرقہ ہوگا۔ آپ نے
فرمایا۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

اپنے علماء اور خطباء سے مطالبہ

برادران اسلام۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔
کہ آپ کی اُمت میں سے یعنی مسلمان کھلنے
والے اور کھلے پڑھنے والے فرقوں میں سے
بہتر فرقہ دورخ میں جائیں گے۔ اور فقط
حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
صحابہ کرم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کے طریقہ پر چلنے والا فرقہ بہشت میں جائیگا۔
مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ وہ اپنے علماء کرام اور
اپنی مسجد کے جمعہ کے خطیبوں سے پوچھا کریں
کہ حضرت جو دین آپ نہیں سکھا رہے ہیں۔
اور اپنے مخالفین کو کافر فرما رہے ہیں۔ کیا
یہ وہی دین ہے۔ جو آج سے ۱۳۷۹ سال
پہلے حسین شریفین سے چلا تھا۔ برادران اسلام
اپنے رہبروں سے پوچھنا آپ کا حق ہے۔ اور
ان حضرات کا فرض ہے کہ آپ کو مطمئن
کریں۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ تادیلوں یا پچھنے
کرتے آپ کو مطمئن کرنا چاہیں تو ہرگز غامض
نہ ہوں۔ بلکہ ان سے صاف اقرار لیجئے کہ
کیا یہ دین آپ کے مبارک زمانہ میں تھا؟
برادران اسلام۔ اگر اس طریقہ پر علماء سے
سوال کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کھرے

مجلس فکر

منعقدہ ۱۳۔ رجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۲۔ فروری ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد بخود منا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

شخص نفس (نمود غرضی) کا علاج

انہیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

فتح نفس (خود غرضی) کا علاج

میں پہلے بھی عرض کیا کرتا ہوں - چونکہ ہر حلقہ ذکر میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں اس لئے آج پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے - اور اس کی رضا ہمارا مقصود مطلوب اور محبوب ہو جائے۔ تاکہ ہم دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے امراض روحانی سے شفا یاب ہوجائیں اگر امراض روحانی سے اس جان میں شفا نہ ہوئی تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائیگی۔

اس قسم کی مجالس کے سوا امراض روحانی کی اطلاع کوئی نہیں دے سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ گاہے بگاہے صغنا کوئی کچھ کہہ دے۔ جیسے امراض جنابی کے متعلق ڈاکٹر اور اطباء ہی وثوق سے کچھ بیان کر سکتے ہیں لیکن بعض بیماریوں کے نشئے دوسروں کو بھی یاد ہوتے ہیں۔ جتنی جنابی بیماریاں ہیں ڈاکٹروں اور اطباء کو ان کا علم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اساتذہ کے ہاں مدت تک ان کی تعلیم حاصل کی ہے۔ یہی حال روحانی بیماریوں کا ہے۔ ہماری اکثریت جابلوں کی ہے۔ ان کے علاوہ اسکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ بھی ان امراض سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ ان سے آپہ ہمارے علمائے کرام ہیں یہ مبالغہ نہ ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ علمائے کرام میں بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان امراض روحانی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ امریکا روحانی کے ماہر اولیائے کرم ہوتے ہیں۔ تصوف، شریعت کا جزو ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملے نظر ہو۔

طہارت ظاہری پاکیزگی اور تزکیہ باطن

کی پاکیزگی کا نام ہے

علمائے کرام تعلیم کتاب اور صوفیائے عظام
دعوتِ خاتمِ دین ہیں۔ میں تو شروع سے
چلتا ہوں۔ قرآن مجید کے کاتب۔ ائمہ یا حفاظ
کتابت۔ علماء اور ان سب کے اوپر صوفیائے
عظام کا درجہ ہے۔ ہم سب کے مہمنِ احسان
ہیں کہ ان کی برکت سے قرآن مجید کے نقوش
منائی و مطالب۔ اس کا قاتل۔ اس کا حال ہم
سیک پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قیروں پر
کر دہوں رحمتیں نازل فرمائے آمین یا اے عالمین
یہ یاد رکھنے کے رنگ فروش اور ہوتے
میں اور رنگ ساز اور۔ علمائے کرام رنگ فروش
ہیں اور صوفیائے عظام رنگ ساز ہیں۔ اور
رنگ ہے قرآن۔

اَصْبَغَةَ اللّٰهُ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً
الآیہ - سورہ البقرہ رکوع ۷۱ پ -

ترجمہ۔ اللہ کا رنگ۔ اور اللہ کے رنگ سے
اور کس کا رنگ بہتر ہے؟

جس پر قرآن کا رنگ چڑھ جائے۔ وہ سوہنا ہو جاتا ہے۔ سوہنا کے معنی سیرت کا سوہنا۔ جیسے کسی نے کہا ہے

میرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید یہی کی موت ہوئی تو کیا
آج کل رنگ یہاں بننا ہے لیکن ہمارے
پاکستانی ہر معاملہ میں بددیانتی کرتے ہیں اس
لئے یہاں کا بننا ہمارا رنگ اچھا نہیں ہوتا ہے
دلائیت سے رنگ، آیا کرتا تھا۔ والی کا ملک
دلائیت کھلتا ہے۔ چونکہ ہر مسیحی لندن میں بہت
ہیں اس لئے ان کی قیادت دلائیت کھلتی ہے
جانا والی اللہ تعالیٰ ہے

رَدُّكَ يَا اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا إِلَهِهِ -

(سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ اللہ ان کا حامی ہے۔

جو ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ عرشِ معلیٰ پر ہیں۔
 رَاَلِلّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ حَمَدٍ
 مُّزَوِّنٰہُمْ اَسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الْاَیَّ۔

سورہ الرعد رکوع ۱۱ پارہ ۱۳۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ستاروں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور پھر عرش پر قائم ہوا۔

قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں
بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي كُتُبٍ مَّحْفُوظٍ

سورہ البروج پ ۳۰)

ترجمہ۔ بلکہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ لوح محفوظ
میں رکھا ہوا ہے۔ قرآن مجید اس ولایت سے
آنا ہوا رنگ ہے۔

مدرس عربیہ میں علمائے کرام اس سے عبور کرتے ہیں۔ اس کا ان پر رنگ نہیں پڑھتا۔ جلالین شریف کا ایک ٹھنڈا ہی ایک پارہ پڑھایا جا سکتا ہے۔ میں خود پڑھایا کرتا ہوں۔ جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے قرآن مجید میں غور و تدبیر نہیں کرایا جاتا۔ صبح کے درس میں قرآن مجید پڑھایا کرتا ہوں۔ درس میں پہلی دو قرآن مجید اٹھارہ سال میں تمام پڑھ لیتا تھا۔ کتب حدیث شریف کے بھی روزانہ ۳۰۔۵۰ بلکہ ۶۰ ورق پڑھائے جاسکتے ہیں اس طرح علمائے کرام کتب و سنت سے عبور کر جاتے ہیں۔ جیسے مسافرات کو تخریج میں راوی۔ چناب۔ جہلم اور اٹک سب دریا عبور کر جاتا ہے اور اس کو کچھ نہیں ہوتا کہ کب اور کس وقت یہ دریا گزر گئے۔

الارض روحانی کا تذکرہ کتاب و مستند
آتا ہے۔ لیکن جیسے میں عرض کر گیا ہوں ان کا
احساس علمائے کرام کو بھی ہوتا۔ اور ان میں سے ہر ایک
روحانی بے انتہا ہیں۔ اگر ان کو ساتھ لے کر قبر میں
داخل ہوئے تو قبر حتم کا گڑھا بن جائے گی۔
علمائے کرام اس منطق کی کتابیں پڑھ کر آتے
ہیں۔ کیا کوئی عالم ایسا ہے جو ایک جاہل کے
انہی سے صحابہ کے ہی غلط فہم سے

(باقی صفحہ ۷۱ پر)

(هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ
 يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ ۚ الْأُمِّيُّونَ لَا يَلْمِزُكَ
 فِي شَيْءٍ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَحْيِي
 أَن تَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ
 ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَحْيِي أَن تَقُولُوا
 لِلرَّسُولِ مَا يَتْلُو صُورًا ۚ قُلْ إِنَّمَا
 أَعِظُكُمْ بِوَحْيِي أَن تَقُولُوا لِلرَّسُولِ
 مَا يَتْلُو صُورًا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ
 بِوَحْيِي أَن تَقُولُوا لِلرَّسُولِ مَا يَتْلُو
 صُورًا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَحْيِي
 أَن تَقُولُوا لِلرَّسُولِ مَا يَتْلُو صُورًا

خدا کا آسمان آسمان کے نیچے پہنچا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا بدوچھا کیا کون ہے۔ جبریل نے کہا میں جبریل ہوں میرا بدوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ہیں۔ پھر بدوچھا گیا۔ ان کو بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا محمد کو مرغا آنے والا اچھا ہے۔

منصف کا آنا مبارک۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھلا دیا گیا۔ جب میں آسمان کے آگے داخل ہوا تو میں نے آدم علیہ السلام کو مندرجہ ذیل جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ نیک بنت بیٹے اور نئی صانع مرغا۔ اس کے بعد جبریل اچھڑکے کر ہر جہہ کو آگے بڑھے اور دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کو کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا کہ جبریل کون ہے۔ جبریل نے کہا میں ہوں اور جبریل پھر بدوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پوچھا کیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا محمد مرغا۔ آنے والے کا آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ نہ ہوئی تو دوسرے آسمان پر پہنچا۔ دیکھا کہ جیٹی اور موسیٰ علیہما السلام کھڑے ہیں ہر ایک دوسرے کے غلام زاد بھائی تھے۔ جبریل نے کہا یہ جیٹی ہیں اور یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے دونوں کو سلام کیا دونوں نے اور نام کا جواب دیا اور کہا تمہاری شناخت بھائی اور کھولنے کا آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد جبریل آگے بڑھا اور اس کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھولنے کے لئے کہا۔ بدوچھا کیا کون ہے؟ جبریل نے کہا۔ میں ہوں جبریل۔ پھر بدوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پوچھا کیا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرشتوں نے کہا محمد پر مہیا۔ ان کا آنا مبارک ہو۔ یہ کہہ کر دروازہ کھلا دیا گیا۔ اور میں تیسرے آسمان پر پہنچا دیکھا تو یوسف علیہ السلام وہاں کھڑے تھے جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ یوسف نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نیک بنت بیٹے اور صانع نئی مرغا۔ پھر جبریل آگے بڑھا اور اس کے دروازے پر پہنچا کہہ کر کھولنے کے لئے کہا۔ بدوچھا کیا کون ہے؟ جبریل نے کہا۔ میں جبریل ہوں۔ پھر بدوچھا گیا اور تمہارے

ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پوچھا کیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا۔ محمد کا آنا مبارک ہو۔ بہترین آنے والا ہے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا اور میں پوچھے آسمان میں داخل ہوا۔ تو دیکھا ادریس وہاں کھڑے ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ ادریس نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش نصیب بھائی اور صانع نئی مرغا۔ پھر جبریل آگے بڑھا اور آسمان کی طرف لے چلے۔ دروازہ پر پہنچ کر دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا کیا کون ہے۔ جبریل نے کہا۔ میں ہوں جبریل۔ پھر بدوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پوچھا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا محمد پر مہیا۔ بہترین آنے والا ہے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ہم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ تو وہاں ہارون کھڑے تھے۔ جبریل نے کہا۔ یہ ہارون ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ ہارون نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش نصیب بھائی اور صانع نئی کا آنا مبارک ہو۔ پھر جبریل آگے بڑھا اور آسمان کی طرف لے چلے اور دروازہ پر پہنچ کر اس کو کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا کون ہے۔ جبریل نے کہا۔ میں جبریل ہوں۔ پھر بدوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پوچھا کیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا ان کا آنا مبارک ہو۔ اچھا کونے والے آیا۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا اور میں پچھلے آسمان پر پہنچا۔ تو وہاں موسیٰ کھڑے ہیں۔ جبریل نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ موسیٰ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ خوش نصیب بھائی اور نئی صانع کو مرغا۔ جب میں یہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ رو پڑے۔ پوچھا کیا آپ کیوں روئے ہیں؟ موسیٰ نے کہا۔ ایک فرشتہ لوکا میرے بعد بھیجا گیا اور اُس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبریل آگے بڑھا اور آسمان کی طرف لے چلے اور دروازہ پر پہنچ کر اس کو کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا کیا کون ہے۔ جبریل نے کہا۔ میں جبریل ہوں۔ پوچھا کیا اور تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ پھر بدوچھا کیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا۔ محمد کو مرغا۔ اچھا

آنے والا آیا۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا تو دیکھا ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہیں۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ ابراہیم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نیک نصیب بیٹے اور صانع نئی کا آنا مبارک ہو۔ پھر جبریل صدۃ المنتفی کی طرف لے گیا میں نے دیکھا کہ صدۃ المنتفی کے پاس نبی برہمہ کے بیٹے شلوک کے بلبرہ ہیں اور اس کے چوتھے ہاتھ کے انگوٹھ کے بلبرہ ہیں۔ جبریل نے کہا یہ صدۃ المنتفی ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں چار نمریسی تھیں۔ دو نمریسی پوشیدہ اور دو نمریسی ظاہری۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ دو قسم کی نمریسی کیسی ہیں۔ جبریل نے کہا یہ نمریسی جو جنت میں رہتی ہیں یعنی جو نمریسی ہیں اور یہ دو نمریسی جو ظاہر ہیں۔ نیل اور خلات ہیں۔ اس کے بعد مجھ کو بہت سمجھ دکھایا گیا دینی وہ خانہ خدا پر باطل نماز کہنے کے اوپر ساتویں آسمان میں ہے۔ پھر میرے پاس ایک برحق خراب کا اور ایک برحق دودھ کا اور ایک برحق شہد کا لایا گیا میں نے ان میں سے دودھ کا برحق لے لیا۔ جبریل نے کہا دودھ ظلمت ہے۔ یعنی وہ ظلمت جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس سے مراد دین اسلام ہے) اس کے بعد مجھ پر نماز فرض کی گئی۔ یعنی رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میں واپس ہوا اور موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے پوچھا تم کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا مجھ کو رات دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا تمہاری امت رات دن میں پچاس نمازیں ادا کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔ خدا کی قسم میں تم سے پہلے لوگوں کو آزاد چکا ہوں اور بنو اسرائیل کی اصلاح و معاہدہ میں کافی کوشش کر چکا ہوں۔ لیکن وہ اصلاح پذیر نہیں ہوئے۔ آپ نے پیچھوگا کہ پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لئے حنیف چاہو۔ چنانچہ میں پھر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور دس نمازیں کہ کر دی گئیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا اور انہوں نے پھر یہی کہا۔ میں پھر دربار الہی میں حاضر ہوا اور دس نمازیں کہ کر دی گئیں۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا اور انہوں نے پھر یہی کہا۔ میں پھر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا اور دس نمازیں کہ کر دی گئیں۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا اور انہوں نے پھر یہی کہا۔ میں پھر دربار خداوندی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسبِ حلال

(انجناب عبدالرحمن صاحب دہلوی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی عثمانیہ کالج شیونچرہ)

حَاجِدُ اَرْمُصَلِّیَا

دُنیا کے تمام چیزیں اسی لئے پیدا کی گئی ہیں کہ انسان اُن سے مناسب طریقہ سے نفع اٹھا کر خالقِ جن و ملائکہ عبادت، وفاداری اور شکرگزاری میں مشغول ہو۔ اس اعتبار سے دُنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مومنین و مطہیین ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ البتہ کافروں کو بھی ان چیزوں سے روکا نہیں گیا۔ وہ بھی اپنے اعمال و تدابیر سے دنیوی مفاد حاصل کر لیتے ہیں۔ جبکہ اہل ایمان وقتِ ایمان و تقویٰ میں کمزور ہوں۔ تو یہ غاصبین اپنی عملی تانگ دو میں بظاہر زیادہ کامیاب نظر ہوتے ہیں۔ جسے کچھ تو کافروں کے فانی عملوں کا نتیجہ سمجھنا چاہتے اور کچھ مومنین کے حق میں تنبیہ۔ آخرت کی نعمتیں تو خالص ایمانداروں کا حصہ ہیں۔ جو ہر قسم کی کمزورتوں سے خالی ہوتی۔ خدا کے خوافوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تو نگہ بنا دے لیکن اس کی حکمت نہیں چاہتی کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرد اختیار کر کے دُنیا میں اُدھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جھکتے نہ اس کی خبر کو خاطر میں لاتے۔ جو سالانہ دیا جاتا تو اُس پر قناعت نہ کرتا۔ حرص اور زیادہ بڑھ جاتی جیسا کہ ہم موجودہ زمانہ میں عموماً خوشحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جتنا آجائے اُس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں۔ کوشش اور نیتا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کر کے اپنا گھر بھر لیں۔ غار سے کہ ان جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوشحالی کی صورت میں کیسا عام اور زبردست تعادم ہوتا اور کسی کو کسی سے دینے کی کوئی وجہ نہ رہتی۔ ہر حال دُنیا کو بحال موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اُس کا مقتضی یہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر ایک کو اُس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا

مناسب ہو جائے تول کر دیا جائے اور یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت زیادہ اچھی ہے۔ کیونکہ سب کے اگلے پچھلے حالات اُسی کے سامنے ہیں و ہر معاش کے لئے اسلام نے تجارت پر زور دیا ہے اُس کو قرآن میں جا بجا فضل، رحمت، ستونِ حیات اور انسانی قیام کے نام سے موسوم کیا۔ بلکہ دولت کے پیدا کرنے، بڑھانے، اور خرچ کرنے کے ایسے آسان طریقے بتائے ہیں۔ جو بہتر آج تک دُنیا کا کوئی ماہر اقتصادیات کوئی فلاسفر اور کوئی حکیم بھی نہ بتا سکا اور نہ بتا سکتا ہے۔ وہ یہ پیدا کرنے میں چونکہ تجارت کو سب سے زیادہ دخل ہے اور سب سے زیادہ نفع خیر پیشہ بھی یہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس حصے رزق میں سے نو حصے رزق صرف تجارت میں ہے۔

حلال روزی کیا ہے؟

رزق طیب کے معنی حلال رزق کے ہیں۔ وہ رزق جو وقتِ بازو سے کمایا جائے۔ سچائی سے حاصل کیا جائے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر انسان اپنے عمل کی دیانت اور بازو کی قوت پر زندہ رہے۔ مَنْ سَعَىٰ عَلَىٰ نَفْسِهِ فَخِیْ سَعِدَ لِلّٰہِ (طہرائی) جس شخص نے اپنے اہل و عیال کے لئے دوڑ دھوپ کی وہ راہ حق کا پیغام ہے۔ دوسری جگہ فرمایا خدا اقسائے پیشہ ور بندے کو محبوب رکھتا ہے۔ ابنِ حبان کی حدیث ہے۔ اِذَا أَحَبَّ عَبْدٌ اَ جَعَلَ رِزْقُهُ كِفَاۓً جب خدا تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اسے حسب حاجت رزق عطا فرماتا ہے۔ مہمور صلی اللہ علیہ وسلم عبادتِ الہی کے دس حصے ہیں ان میں نو حصے طلبِ حلال اور کسبِ معاش ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہئے۔ کربانی ایک حصہ میں نماز، روزہ، خیرہ اور دوسرے ورد و وظائف شامل ہیں۔

ایک دن حضرت سعدؓ اور بہت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں کہ خدا اقسائے میرے فرمائے اثر قبول فرمائے۔ فرمایا اسی مثال رزقِ حلال کھاؤ تمہاری۔ اعلیٰ درجہ اعمال میں سب سے بہتر حلال طریق سے یہ کوشش کرنا ہے۔ تیرا کو ہما بھی فرمایا۔ رازِ مہر کے اور اس کمائی کو جس کے دھوکہ کو دخل ہو اچھا نہیں۔ اسلام نے ہوا، رشتہ و چوری اور سود کو اس لئے حرام ہی ہے کہ ان میں انسان اپنے حق کرنے کے بغیر دولت مند بننے کی کوشش کرتا ہے۔ سورہ نساء میں ہے۔ بچے اور بچوں کے سہ پہلے ان کے مال تقسیم نہ کریں۔ جو میں ہے جو شخص کسی ایک کی بارگاہِ زمین غصب کرتا ہے وہ قیامت کے دن زمین میں دھنسیا جائے گا۔ پیغمبر اسلام نے کسی بڑی بڑی اساتذہ کے بھی منع فرمایا ہے کہ فرمایا کہ اس کا اعلان دو سال بعد ہوگا۔ اگر پھر بھی مالک نہ آئے تو اُس گن کر اپنے مصرف میں لے آ۔ جو مالک بل جائے تو اُس کو دسے دیو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کس نے پتے گھر جانا ہوں تو بستر پر چھری کے ہوئی بل جاتی ہیں۔ میں اُن کو کھانا ارادہ کرتا ہوں۔ لیکن پھر یہ خیال سب سے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہوں اس سے میں اُن کو چھوڑ دیتا ہوں۔ حضرت مقدمؓ کہتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کوئی شخص اپنے ہاتھ کے کماٹے ہوئے عمدہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ اللہ کے فرستادہ حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھا کر اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھیک کے لقمہ کو دوزخ کا لقمہ قرار دیا تھا۔ تم میں سے جو شخص بلا ضرورت جھیک مانگتا ہے تو جب وہ خدا کے سامنے جائے گا تو اُس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔ صدقہ آدمی کے فطری احساسات کو مردہ کر دیتا ہے اور تجربہ شاہد ہے

طرح کے غلاب آئے۔ اول پادل نے سائے کر لیا۔ جس میں آگ کے شیشے اور چنگاکیاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگرپاش آواز ہوئی اور نیچے سے نزلز آیا۔ شعیب علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ خدا نے تمہیں فراغت اور آسودگی عنایت کی تو ڈرتے رہو۔ کہیں نازخانی سے چھن جائے اور آسائش و خوشحالی سلب ہو کر تیروی یا آخری غلاب مسموم نہ کر دیا جائے۔ صرف پاپ قتل میں نہیں بلکہ کسی چیز میں بھی لوگوں کے حقوق تلف مت کرو۔ حقوق تلف کرنا فساد مجھانے کے برابر ہے۔

(٢) رَيْبٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوا لَهُمْ أَوْزَافَهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ ب ٨٤

ترجمہ - خرابی ہے گھٹانے والوں کی - وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں - اور جب ماپ کر ویں ان کو یا تول کرے - تو گھٹا کر دیں -

ناپے میں بھی کم ناپتے ہیں اور تولے
میں بھی کم تولتے ہیں۔ اگر انہیں خیال ہوتا
کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اٹھنا ہے۔
وہ اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا
حساب دینا ہے تو وہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے
معاملات میں خیانت اور بے اضافی
ہرگز نہیں ہوتی چاہئے جس طرح لینے کے
وقت پورا تول کر لینے ہو دیتے وقت بھی پورا
ایک تول کر دینا چاہئے۔

تقریجہ۔ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا
اس میں ناخ۔

پوری، خیانت و دغا بازی، رشوت، ڈاکر
اور بازی، ناجائز بیع اور سود وغیرہ ان ذیلیں
سے مال کماتا بالکل حرام اور ناجائز ہے۔
ظالم حاکموں کو اپنا مال بطریق رشوت نہ بیچنا
نہ حاکم کو موافق بننا کہ کسی کا مال کھاؤ۔ چھوٹی
دوازی دے کر، یا چھوٹی قسم کھا کر یا بھونڈا دعویٰ
کے کسی کا مال نہ کھاؤ۔

(۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُخَانِتِيْنَ پ۔ ع
ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو خیانت کرنے والے پسند نہیں آتے۔

کوئی چوری اور خیانت نہ ہو۔ حق تقاضے
خیانت کی کارروائی کو خواہ کفار کے ساتھ ہو۔
سند نہیں کرتا۔

رہے گا۔ یہ خیال محض غلط ہے۔ مال تو قبر تک بھی ساتھ نہ جائے گا۔ آگے تو کیا کام آتا۔ سب دولت یونہی بڑھی رہ جائے گی۔ اور اس بد بخت کو اٹھا کر دوزخ میں چھینٹ دیا جائیگا۔

سوانسان کو مال جائز اور حلال
طریقہ سے جمع کرنا چاہئے۔ اور اس میں
سے صدقات واجبہ نکالنے چاہئیں اور
کمپوزر بزرگ نہیں کرنا چاہئے اور کسی کو
فقیر اور ذلیل سمجھنا نہیں چاہئے۔ اور نہ
کسی کی عیب جوئی اور طعنہ زنی کی جائے
لوگوں کی کمائی بھی طرح طرح پر ہے
جس طرح اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں رات
اور دن، تر اور مادہ، مختلف اور متضاد
جیزیں پیدا کی ہیں اسی طرح اُن کے
عالم اور کوششیں بھی مختلف و متضاد
ساتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان مختلف
عالم و مساعی پر قنوت و نتائج بھی
مختلف ہی مرتب ہونگے۔

یُورایو راپ اور قول کرو

فَاَذْفُوا النَّكِيسَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
شَيْئًا هُمْ بِهَا رُكُوعٌ ۝ ۱۸

ترجمہ - سو پوری کرو ماپ اور تول - اور مت گھٹا کر
دو لوگوں کو ان کی چیزیں -

حضرت ثعلبؓ نے علاوہ توحید وغیرہ
عام دعوت کے خاص مجاہدہ کی معاملات
اصلاح اور حقوق العباد کی حفاظت کی
رف بڑے زور سے توجہ دلائی آپ اہل
بین اور اصحاب اکبر کی طرف بھیجے گئے
تھے۔ ان دونوں قوموں میں کہ تولنے ناپنے
ازمن مشترک ہوگا رشتہ بن علیہ السلام کو
مال فضاحت کی وجہ سے خطیب الانبیاء
کہا جاتا ہے

بندوں کے حقوق کی رعایت اور باہمی
علاقہ کی درستی جس کی طرف ہمارے زیادہ
کم پر ہیرنگاروں کو بھی بہت کم توجہ ہوتی
ہے۔ خضاکے نزدیک اس قدر اہم چیز ہے
کہ اسے ایک جلیل القدر غیرہ کا مخصوص
طفیف قرار دیا گیا۔ جس کی مخالفت پر ایک
متم تباہ کی جا چلی۔ آپ کی زبانی لگا ہوا
نہ لوگوں کو ادنیٰ ترین مالی نقصان پہنچاؤ
کے میں اصلاحی حالت قائم ہو چکنے کے
مدخراتی اور مناد پھیلانا خواہ کفر و شرک
میرے قتل و زہیب وغیرہ سے۔ یہ کسی
بہادر کا کام نہیں ہو سکتا۔
ان لوگوں پر غلہ۔ صبیحہ اور رخصتین

[illegible]

لے لیا کہ ہے اور سواٹ
 ہا کیا کے کسی چیز کو قبول
 ہے خیر شامی نے جو علم اپنے پیغمبر کو
 ہا، ہا، کو دیا فرمایا اسے رسول
 ہا حلال چیزیں کھاؤ اور اپنے
 ہو۔ اسی طرح مسلمانوں کو فرمایا۔
 ہا ہا ہا! پاکیزہ مال اور حلال
 ہا ہے تمہیں دیا ہے کھاؤ پھر
 ہا اس شخص کا ذکر فرمایا ہے
 ہا سفر کیا مال کھیر گئے چہرہ
 ہا ہوا اور جو اپنے دونوں ہاتھ
 ہا اللہ کی لڑن پھیلاتا ہے اور
 ہا یاب کرتا ہے۔ لیکن حرام کھانا
 ہرام پیتا ہے۔ حرام پہنتا ہے۔
 ہا جن حرام غذا سے بالا گیا
 ہا ایسے شخص کی دغا کہاں قبول
 ہا۔ مسافر اور مصیبت زدہ شخص
 ہا یابیت کا وعدہ فرمایا ہے۔
 ہا کھانا حرام کی کٹائی ہے
 ہا دوسرے کا حق کھانی ہے تو
 ہا دغا بھی قبول نہ ہوگی۔

تکبر کی جڑ مال ہے

طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشا بکثرت
 عیب کا سیب مال جس کو حرص کے
 لئے انسان ہر طرف سے سمیٹتا ہے۔
 محل کے مارے کن کن کر رہتا ہے
 کہیں کوئی پیسہ خرچ نہ ہو جائے یا
 کس کو بھاگ نہ جائے۔ اکثر بخیل مالدار
 دیکھا جاتا ہے کہ وہ بار بار روپیہ شمار
 کرتے اور حساب کرتے رہتے ہیں۔ اسی
 لئے ان کو مرہ آتا ہے۔ نہ سمجھا ہے کہ
 اس سے کبھی چڑا نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ
 کو آفات ارضی و سماوی سے بچاتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسلمان عورت کے فرائض

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا اسماعیل علی صاحب جامع مسجد شہید ازالہ دسواڑہ لاہور)

ہیں۔ اور واقعی تم دوزخ سے بچنا اور بہشت میں جانا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے طریقے پر عمل کرو۔ ورنہ تمہاری مثال ایسی ہوگی جیسی ایک مریض کی۔ کہ اعلیٰ درجہ کے حکیم حاذق سے نسخہ تو دریافت کر لیتا ہے۔ مگر استعمال نہیں کرتا۔ وہ بھی شفا پان نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کے معنی

میری بہنو! شرک کے معنی حصہ داری ہے۔ بشریت کی (اصطلاح میں شرک سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان خصوصاً میں کسی غیر کو حصہ دار سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی شان خصوصاً کا اجمالی نقشہ

(۱) اس جہان کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے (۲) اس جہان کا چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے (۳) رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا وہی ہے (۴) یا تدریست کرنے والا وہی ہے (۵) ہر چیز کا نفع یا نقصان اسی کے حکم سے ہوتا ہے (۶) زندگی اور موت اسی کا ہاتھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے (۷) انسان کو جب ضرورت پیش آئے اسی سے مانگے۔ (۸) جب چیز مل جائے شکر فقط اسی کا بجالانے۔

اگرچہ چھاری اور عارضی طور پر اُس انسان کا شکریہ بھی ادا کر دے۔ جن کے ہاتھ سے ہو کر یہ نعمت ملی ہو مثلاً استاد سے کئے میں کپ کا بڑا نمون ہوں کہ آپ نے تکلیف اٹھا کر مجھے پڑھایا۔ مگر دل میں یہ خیال کہے کہ ایسے قابل استاد کا بیٹا نہیں ہوں اور اسی ایسا کمال عطا فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ اگر وہ میرے استاد کو کمال عطا نہ فرماتا تو میں کیسے فیض حاصل کرتا چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ وَمَا يَكُفِّرُ قُلُوبَ نَعْتَمَةٍ فَتُزَكَّىٰ بَعْدَ مَا يَخْلُقُهَا فَيَكُونُ لَهَا رِزْقٌ مِّنْ رَبِّهَا يُنَزَّلُ فِي أَجْنَافٍ خِزْفٍ مِّنْ رَّبِّهَا (یعنی تمہاری ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں)

(۹) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرے (۱۰) محقق عبادت کا فقط اسی کا ہے میری بہنو! اوپر کی بیان کردہ بات سچ ہے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو حصہ دار سمجھوگی۔ تو مشرک ہو جاؤ گی اور مشرک معاف نہیں ہوگا۔ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا (۱۱) اللہ تعالیٰ کی شان خصوصاً کا اجمالی نقشہ

کیا جائے تاکہ اُن پر عمل کر کے بارگاہ الہی میں عزت پاؤ۔ عذاب الہی سے بچ جاؤ۔ دنیا میں ان فرائض کے ادا کرنے کے باعث عزت آرام سے زندگی بسر کرو۔ قبر میں جاؤ تو وہ تمہارے لئے بہشت کا باغ بن جائے۔ میدان حشر میں جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حوض کوثر سے پانی پلائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت تمہارے شامل حال ہو۔ اور دل پر صراط سے صحیح وسلاطت پار آکر بہشت میں جا پہنچو۔

فرائض کی اجمالی فہرست

- (۱) اللہ تعالیٰ کا حق (۲) رسول اللہ کا حق
- (۳) ماں باپ کا حق (۴) رشتہ داروں کا حق
- (۵) اولاد کا حق (۶) غاوند کا حق
- (۷) پڑوسی کا حق (۸) باقی لوگوں کا حق

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجِدُنِي بِمَعْنَى خَلْقِي الْجَنَّةِ وَمِنَ الْعِلْمِ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ تَكُونُ سَائِلَةً عَنْ عَزِيمَتِهِ۔ وَرَأَيْتُ لَيْسَ عَلَى يَمَنِ يَشْرُكَ وَاللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ تَقْدِيرُ اللَّهِ وَلَوْ تَشْرُفَ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَقْرَأُ رِزْقًا وَتَصُحُّ الْبَيْتِ (الحديث)

ترجمہ۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے بہشت میں پہنچائے۔ اور دوزخ سے دور ہٹائے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے اُس کے لئے آسان بھی ہے۔ (وہ یہ ہے) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شرک نہ بنا۔ نماز اچھی طرح سے پڑھو۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھو۔ اور بیت اللہ الحرام کا حج کر۔

تعلیم میری بہنو! اگر تمہارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى أتابعه۔ مسلمان بہنو! یاد رکھو۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک دوسرا جہان ہے۔ جہاں جا کر ہمیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اس جہان کا نام عالم آخرت ہے۔ اس سے پہلے دنیا اور آخرت کے درمیان زندگی کا ایک دور ہے۔ جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ پیاری بہنو! تم جانتی ہو کہ اس دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے دنیاوی اسباب کی ضرورت ہے۔ جیسے وہ میسر ہیں وہ آرام میں ہے اور جیسے میسر نہیں۔ اس کی زندگی تلخ ہے۔ اسی طرح آخرت کی زندگی کا حال ہے۔ وہاں جن لوگوں کو راحت آخرت کے اسباب میسر ہوں گے راحت پائیں گے۔ اور جو بد قسمت اُن اسباب سے محروم ہوں گے۔ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے۔

میری بہنو! یاد رکھو۔ دنیا میں تم باپوں اور خاندانوں کی کمائی سے فائدہ اٹھا سکتی ہو۔ اُن کی عزت سے عزت پا سکتی ہو۔ مثلاً لوگ تمہاری اس واسطے عزت کر سکتے ہیں۔ کہ تم کسی عالم یا کسی بزرگ کی بیٹی ہو یا تمہارا باپ دنیاوی لحاظ سے بہت بڑا معزز ہے۔ مثلاً بادشاہ کی بیٹی شاہزادی اور اس کی بیوی بیگم بادشاہ کملاتی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ آخرت میں عزت و آرام پانے کے لئے فقط اپنی نیکیاں کام آئیں گی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا۔ لے فاطمہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے اہل سے جتنا چاہو۔ مانگ لو۔ مگر اللہ کے عذاب سے میں نہیں بچ سکتا۔ جس حد اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اُس نے جو فرائض تمہاری دنیا کی زندگی کے مقرر کئے ہیں وہ ادا کر کے دنیا سے جاؤ گی۔ تو آخرت میں عزت پاؤ گی۔ ورنہ عذاب الہی میں مبتلا کی جاؤ گی۔

پیاری بہنو! اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے ذمے جو فرائض ہیں۔ اُن سے آگاہ

نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اُس کی ناک خاک آلود ہو (یہ کلمہ ایک طعن کی بدعا ہے) آپ سے عرض کی گئی کہ جس شخص نے کلمہ یہ پڑھا فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا۔ جو شخص بڑھاپے کی حالت میں دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک کو پائے۔ پھر بہشت میں داخل نہ ہو۔

شرح الحدیث

یعنی بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتا۔ اس سے اللہ نالا راضی ہوتا اور بہشت میں داخل فرما دیتا۔
تنبیہ۔ میری بہنو۔ آج کل فتنہ و فساد کا دور دورہ ہے۔ شرم و حیا بخت پور نہیں۔ ماں باپ۔ ساس اور خسر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گی کہ بیٹیاں اپنی بول چال میں ماں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں۔ جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ اگر ماں باپ سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو اُس بھی مت کہو۔ وہ بڑی ہی بدبخت ہوگئی۔ جو ماں باپ جیسے شفیق حیران کو راضی نہ کر سکیں اور بہن میں جائیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَتُوبُ اِلَیْکَ

(۴) رشتہ داروں کا حق

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنِيْسِ الْوَالِدَيْنِ الْوَالِدُ وَلَكِنَّ الْوَالِدَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ حَیْثُ وَصَلَتْهُ رِوَاہُ الْبُخَارِی
 عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّقٍ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحمی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والا وہ شخص نہیں ہے۔ جو رشتہ داروں کے اچھے سلوک کا بدلہ دینے والا ہو۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے۔ جب اُس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اُسے جڑے۔

علاء الدین نے مطلب نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قطع رحم کرنے والا بہشت میں نہیں جائے گا۔ یعنی ابتداء میں جائے گا یا سرِ جہنم تک جا سکتا ہے۔

تنبیہ۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ جو رشتہ دار ہم سے اچھی طرح سے ملتے ہیں۔ ہماری عزت کرتے ہیں۔ غرضیکہ دستبردار

وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو ذَرٍّ ابْنُ لُمَيْثٍ۔
 ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ شریک کسی معاف نہیں کرے گا۔ اور شریک کے سوا جو گناہ چھپے چھپے معاف کر دے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

عَنْ ابْنِ مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ رَجُلٌ أَوْ مَاتَ مَا يَعْبُدُ اللَّهُ بِهِ كَمَثَرِ رَجُلٍ أَوْ مَاتَ قَوْمًا فَقَالَ يَأْتِيهِمْ رَجُلٌ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ بِحَيْثُ رَأَيْتُ أَتَانَا النَّبِيُّ الْغُرَيَّانِ فَالْقَاءُ الْخَلَاءِ قَاطِطُهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَادْنُوْا فَاطْلُقُوا عَلَى مُهْلِهِمْ فَخُذُوا وَكَلِّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَدَهُمْ فَصَحَّحُوا لِنَبِيِّهِمْ وَأَجْتَمَعُوا كَمَا يَكُونُ مِنْ أَطَاعَتِهِ فَابْتِغَاءً مَلَجَتْ بِهِمْ وَمَنْ مِنْ عَصَائِي كَذَبَ مَا جَسَتْ بِهِمْ مِنْ الْحَقِّ مُتَّقِينَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اُس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا۔ پھر کہا۔ اسے لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (یعنی جو تمہیں لوٹنے کے لئے آ رہا ہے) اور میں بہن بدن ڈرا ہے والا ہوں۔ زرع میں دستبردار کر جب کوئی شخص خطرناک دشمن کے آگے کی اطلاع دیتا۔ تو بہن بدن ہو کر دو اور لڑا کر اس جلدی جلدی (یعنی جلدی نکل جاؤ) پھر اُس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اُس کا کہا مان لیا۔ اور رات کے اندھیرے میں چل نکلے۔ وہ نہایت آرام سے چلے گئے۔ اور نہجات پا گئے۔ اور ایک جماعت نے اُسے جھٹلایا۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوئے ہی دشمن کا لشکر ان پر آپہنچا۔ اور ان کا استیلا ناس کر دیا۔ یہی مثال ہے۔ اس شخص کی جس نے میری فرمانبرداری کی۔ اور جو بہن میں لایا ہوں۔ اُس کی تابعداری کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اور لاشہ فاطمی کی طرف سے جو حق میں لایا ہوں اُسے جھٹلایا۔

(۳) ماں باپ کا حق

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعِمَّ نِعْمَ اللَّهُ نِعْمَ اللَّهُ عِنْدَ ابْنِ نَارِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَهُ عَبْدُ الْكَرْبِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا شَرَّ كُفْرٍ بِِْنِ الْخَلْقِ۔ رِوَاہُ مُسْلِم
 ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے

مطابق ہم سے ہر لحاظ سے اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ اُن کی عزت کرنے اور اُن سے ہر طرح کا نیک سلوک کرنے سے صلہ رحمی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا۔ بارگاہ الہی سے صلہ رحمی کا سارے مفید اُن لوگوں کو ملے گا جو قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔
 عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ رَأَيْتُ قَوْمًا أَصَابَهُمْ وَفُطِعَتْ فِي وَكُحْلٍ الْهَمُّ وَكُشِبَتْ فِي رَأْيِ وَكُحْلِهِمْ وَكُشِبَتْ فِي رَأْيِ عَنِّي فَقَالَ لَنْ كُنْتُ كَمَا قُلْتُ فَكَلَّمْتُ الْفَقِيرَ الْمَلَّ وَلَمْ يَذَلَّ مَعَهُ مِنَ اللَّهِ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَا دُمْتُ عَلَى ذَلِكِ رِوَاہُ مُسْلِم
 ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی رشتہ داروں سے عمدہ سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔ آپ نے رسائی بات سن کر فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے۔ جیسا تو کہہ رہا ہے تو گو یا کہ تو ان کے منہ پر راہ ڈال نا ہے۔ اور جب تک تم اس طرح بدوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقادیر ہمیشہ بدو شال ہوگی۔

تنبیہ۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی پر مشتمل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی کے ساتھ رہتی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ اُسے عزت دے گا اور وہ ذلیل ہوئے گا اور آخرت میں بھی یہ نہجات پا جائے گا۔ اور قطع رحمی کے جہنم میں گرفتار ہو جائیں گے۔

(۵) اولاد کا حق

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ رَجُلٌ وَكَانَتْ لَهُ مَسْئَلَةٌ عَلَى النَّاسِ كَرَجٍ وَكَهْوٍ مَسْئُولٌ عَنْ رَحْمَتِهِ وَالرَّجُلُ نَاجٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَحْمَتِهِ وَالرَّجُلُ نَاجٍ رِوَاہُ مُسْلِم
 عَلِيٌّ بَيْتٌ رُجِحُوا وَكَدَّ وَكَهْوٍ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَكَدَّ الرَّجُلُ كَرَجٍ عَلَى مَالِ بَيْتِهِ وَكَهْوٍ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّهُ نَاجٍ وَكُلُّهُ مَسْئُولٌ عَنْ رَحْمَتِهِ۔ متفق علیہ

لوگوں کی خدمت کا ثواب

عَنْ ابْنِ قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَةً بَنِي حَتَّى تَبْلُغَا جَانِبَ الْفَيْمَةِ أَوْ أَكْثَرَ فَهُوَ لَهَا وَصَلَّهِ أَصَابَةً (رواہ مسلم)

فاروق عظم

رازخواب مولانا احسن صاحب ایم۔ اے۔ فاضل دیوبند (کنھو انڈیا)
(گزشتہ سے پیوستہ)

خلافت

حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ اے مسلمانو! اگر تم مجھ میں کوئی کمی دیکھو تو اسے سیدھا کر دو۔ ایک شخص نے گھڑے ہو کر کہا۔ وائند۔ اگر ہم تم میں کوئی کمی پا رہے تو اسے تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ آپ نے

فرمایا۔ الحمد للہ اس امت میں ایسے لوگ ہیں جو عمر کی کمی کو سیدھا کر سکتے ہیں۔

آپ نے مشرکوں کو ان کی املاک کا معاوضہ ان کی قیمت سے زیادہ دے کر عرب سے خارج کر دیا۔ کیونکہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔ افاق۔ ایران و شام اور مصر فتح کئے۔ دنیا کی دو سب سے زبردست سلطنتوں روم اور ایران کے تخت الٹ دیئے۔ اور مشرق سے مغرب تک اسلام کا علم لہرا رہا۔ دنیا کی سب سے بڑی طاقت اسلام کا بڑھتے ہوئے سلاب کو روک نہ سکی۔ ان شاندار فتوحات کی بنیاد پر تم پر نہیں تھی۔ لشکر کو ہدایت تھی کہ عورتوں بچوں۔ بوڑھوں اور جنگ سے غیر متعلق لوگوں سے تعزین نہ کرے۔ شہری آبادی کو نہ لوٹے۔ بلکہ ہر سے درخت تک نہ کاٹے۔ یہی سبب تھا کہ مفتوحہ ممالک مسلمان فوجوں کا خیر مقدم کرتے تھے اور اسلامی حکومت کو اپنی ملکی حکومت پر ترجیح دیتے تھے۔ آپ دنیا کے سب سے بڑے فاتح تھے۔ دوسرے فاتحین نے بے گناہوں کے خون کی نہیاں بہائیں۔ آباد شہروں کو برباد کیا۔ اور ممالک سے اپنی فتوحات کو دفاع بنایا۔ خلفاء راشدین کی فتوحات ان عیوب سے پاک تھیں۔

نظم و نسق

فاتح ہونے کے علاوہ آپ اعلیٰ درجہ کے دیر۔ منظم۔ عادل۔ بیدار فخر اور عاقل پوئے تھے۔ تمام سلطنتوں میں تقسیم کی گئی اور ہر عہد میں والی۔ میرمنشی۔ کاتب۔ دیوان۔ صاحب خراج۔ صاحب بیت المال۔ صاحب

احداث اور قاضی مقرر کئے گئے۔ ہر والی کو ہدایت تھی کہ ترک گھوڑے پر سوار نہ ہو چھتا ہوا آٹا نہ کھائے۔ باریک گردانہ پتے دربان نہ رکھے اور ہر فریادی کے لئے دروازہ کھلا چھوڑ دے۔

الاضی کی پیمائش۔ بندوبست۔ عسکر و مردم شماری۔ تقضا۔ احتساب۔ بیت المال۔ تعمیرات اور خبر رسانی کے محکمے قائم کئے۔ چوکیاں۔ سرسبز۔ پتے۔ نہریں۔ چھاؤنیاں اور نوآبادیاں بنائی گئیں۔

خدمت خلق

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اس شکر کے مصداق تھے۔ شہنشاہ کے بہت ازلیات درویش و بہت وجود خود فراموشش و غم عالم فرا انش!

ہیشہ رعایا کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھتے تھے۔ آپ کو اپنی ذمہ داری کا جو احساس تھا اس کا اندازہ آپ کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ اگر فرات کے کنارے بھی کوئی آڈنٹ ضائع ہو جائے تو حضراتی میں اس کا جوابہ یہی ہوں گا۔ رات کو بھیس بدل کر شہر اور مضافات میں گشت کرتے تھے۔ تاکہ رعایا کا حال معلوم کر کے اس کی شکایتوں کو رفع کریں۔ اگر کوئی قافلہ اگر ٹھہرتا ہے تو خود پرہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ خط کے زمانہ میں اطلاع ملی کہ بنو حارث کے کچھ قتل زدہ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ان کی مصیبت کا حال سن کر آپ بے قرار ہوئے اور جھلتی ہوئی دھوپ میں آگے۔ روانہ ہوئے دغیرہ کے کران کے پاس گئے۔ اور کھانا کھلا کر دلائیں آئے۔ خط کے دنوں میں آپ پریشان اور آبدیدہ رہتے تھے اور دعا کرتے تھے یا اللہ مجھے اس آفت سے بچاؤ۔ کہ میں تیرے بندوں کو قاف سے ہلاک ہوتا ہوا دیکھوں۔ ایک غلام نے کچھ لٹی اور دودھ آپ کی نذر کیا۔ آپ نے رو کر فرمایا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ رعایا بھوکے ہو اور میں یہ لذیذ خدائیں کھاؤں۔ مجھ سے کہیں زیادہ ضرورت مند لوگ موجود

ہیں۔ یہ چیزیں میرے سامنے سے بچاؤ۔ اور ان غریبوں میں تقسیم کر دو۔ آپ خود گلی گلی پھر کر بیتوں۔ مسکینوں۔ محتاجوں کی خدمت کرتے تھے۔ ایک بار کسی نے آڈنٹ کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ فلاں شخص کو دے دو۔ وہ مجھ سے زیادہ بھوکا ہے۔ ایک دفعہ گشت لگاتے ہوئے ایک مکان سے بچہ کے رونے کی آواز سنی۔ اس کی ماں سے سبب پوچھا تو بولی۔ ”مسرکاری قانون ہے کہ جب تک بچہ کا دودھ نہ چھوٹے اسے بیت المال سے امداد نہیں مل سکتی۔ میں نے امداد حاصل کرنے کے لئے میعاد سے چندے ہی اس کا دودھ پھڑا دیا ہے۔“ یہ سن کر آپ لرز گئے۔ اور دل میں کتنے گئے۔ اس نامناسب حکم سے کتنے بچوں کو نقصان پہنچا ہوگا۔ آپ نے توبہ کی اور موجودہ قانون کو منسوخ کر کے فرماں جاری کیا کہ آئندہ ہر بچہ کو خواہ وہ شیر خوار ہو، بیت المال سے وظیفہ ملے گا۔ ایک رات آپ نے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہانڈی میں کچھ پکا رہی ہے۔ اور اس کے بچے ہلکے ہلکے کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ شاید کھانے کے انتظار میں بے قرار ہیں۔ بڑھیا سے پوچھا کہ ان کو کیا تکلیف ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بھوکے ہیں اور کھانے کے لئے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ”کیا اس ہانڈی میں کھانا نہیں ہے؟“ اس نے کہا کہ اس میں پانی ہے۔ ان کو پلانے کے لئے یہ تدبیر کی ہے۔ آٹھواں روٹے دوتے سو ہی جائیں گے۔ یہ سن کر آپ کا دل بھر آیا۔ دودھ سے جوئے بیت المال میں آئے۔ مسلمان خوراک کی بوری بیٹھ پر رکھی اور بڑھیا کے گھر کو روانہ ہوئے۔ غلام نے عرض کیا۔ ”میرے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کیوں رحمت اٹھاتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا۔ ”کیا قیامت کے دن بھی تو میرا پوچھ اٹھائے گا؟“ چنانچہ آپ سامان لے کر بڑھیا کے مکان پر پہنچے۔ خود کھانا پکایا اور اسے اور بچوں کو کھلایا۔ ایک مہینے کے بعد وہاں سے واپس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ ”میرے زیادہ شفیق تھے۔“ ”سید القوم خلوہم“ (قوم کا حاکم اس کا خادم ہے) آج محض

اس سے قبل میں چار امراضِ روحانی عجب کبر، حسد اور بیدار کے متعلق عرض کرچکا ہوں آج پانچویں بیماری شیخِ نفس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا ترجمہ ہے خود غرضی۔ قرآن مجید میں اس سے پاک ہونے پر اللہ تعالیٰ نے فلاح کو موقوف رکھا ہے۔ وَكَفَىٰ ذُنُوبَهُ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي لَمْ يُلَاقِهَا هُمَ الْمُشْكُونَ۔ سورہ العنکبوت عا دہ بار عا ترجمہ۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع ہو۔ ہر موقع پر خود غرضی آڑے آتی ہے۔ اگر ہم نے ہمارے عشاء اس لئے نہیں پڑھی کہ بیدار آ رہی تھی۔ تو ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں بیدار کر توجہ دی۔ یہی خود غرضی ہے۔ اگر وکیل صاحب یا زمیندار نے روزہ اس لئے نہیں رکھا کہ گرمی کے موسم میں وکیل صاحب کو عدالت اور زمیندار کو کھیت میں کام کرنا پڑتا ہے اور روزہ رکھ کر کام نہیں ہو سکے گا۔ تو یہ بھی خود غرضی ہے۔ ذکوۃ کے ادا کرنے میں بھی خود غرضی آڑے آتی ہے۔ ہمنوں کو حصہ دینے میں بھی خود غرضی فلاح کے معنی میں عذابِ قبر۔ عذابِ عین اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے بچنا۔

پہچان میں ”پر“ سے کفر شروع ہوا ہے۔ علمِ طہر پر مرد اور عورتیں کتنی ہیں کہ مولیٰ صاحب کہتے تو تمہیک ہیں۔ ”پر“ اس میں دیا ہوا ہونے۔ کتوں، لہنیان، ہوتیاں کہتے دنیاوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کتاب و سنت کے اتباع اور خلقِ خدا کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرماتے آمین یا اللہ العالمین۔ اب اس کا علاج عرض کرتا ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ

اعلانی کر دیا ہے۔ رَحْمٰنُ رَاقٌ صَلَاحٌ وَتُصْلِحُوْهُ وَتُخَيِّرُوْهُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ لَوْ كُنْتُمْ بِرَبِّكُمْ لَكُمْ اَعْيُنٌ نَّاظِرَةٌ ۝ اَمَّا اَوَّلُ الشَّحْرِ ۝

سورہ الاحقاف رکوع عا بار عا

ترجمہ۔ کہ وہ ہے جس کی ہر چیز نماز اور میری کونیا اور میرا جینا اور میرا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا نام شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا تھا اور اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

اصل میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین ہے۔ آپ کو چونکہ ہمارے لئے نمونہ بنایا گیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الْاٰیۃِ۔ سورہ الاحزاب رکوع عا بار عا ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے + اس لئے ہر مسلمان کا بھی یہی نصب العین ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ہم کو سب کچھ دیا ہے۔ اس لئے سب کچھ اسی کے عالم کر دیا جائے۔ اور اپنی کوئی غرض درمیان میں آگے نہ آئے۔ جان دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا لڑکا یا لڑکی بیاسی جائے یا نہ ہم نے خدا کی مخالفت نہیں کرنی۔ آپ کہتے ہیں کہ دانہ دانہ پر مہر ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بندہ بندہ پر مہر ہے۔ جو لڑکا ہمارا قسمت میں ہے۔ وہ کسی دوسرے کے ہاں نہیں جاسکتی۔

من کان شاکلن اندلہ۔ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب کام ستوار دیتا ہے۔

ان باتوں کو حال بنانے کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

رَكَاسِبْرٌ فَتَقَرَّبْ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَكَ بِالْقَدْرِ الْوَعْدِ الَّذِيْ لَكَ وَوَعْدُكَ لَا يَخْلُفُ عِندَنا وَعْدٌ ۚ فَمَنْ يَرْجُ زَيْدَةً الْخَيْرَةِ الْاَلْبَابِ الْاٰیۃ۔ سورہ الکہف رکوع عا بار عا

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو بجاتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دنیا کی زندگی کی لذت تلاش کرنے لگ جائے۔

باتوں سے رنگ چڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شیخِ نفس سے بچائے۔ آمین یا اللہ العالمین

بقیہ احادیث صحیفہ

تعیش پر رئیس لگانے والیں۔ شبینہ کلیوں اور رقص کاروں کو اگر ختم کرنا نہیں چاہتے تو گراں بار کریں۔ آخر غریب عوام میں کہیں رہنا چاہا ہے۔ کامیابی تو اسے کہیں ہی نہ برابر سے زیادہ راہی نرسال ہو نہ کہ اقلیت کے مفاد کی خاطر اکثریت کو بھینٹ پڑھایا جائے۔

(تذکرہ اتباع سنت صحیفہ سے آگے) تیر چھوڑ دی گراہی میں پڑ گئے۔ میل کے دن کفار کے ساتھ دوزخ میں ہوں گے۔ راحت القلوب مجلسِ علماء میں حضرت خواجہ بابا فرید شکر گنج نے فرمایا ہے۔ جس مذہب میں کہ ہم ہیں وہ امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہے یہ مذہب صواب پر ہے۔ وہ کیسے خدا کے بندے تھے کہ جنہوں نے سوائے متابعتِ خدا تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی کام نہیں کیا۔

فوجات میں ہے کل حقیقۃ الشریعت لندقتہ بالطلنہ الما طریق الی اللہ الی علی الوہد المشروع لاطریق لنا الی اللہ الاما مشروع قاتل ان ثم طریق الی اللہ خلاف ما مشروع فقولہ زور فلا تقیہ فی شیخ لا ادب لہ ترجمہ۔ جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو وہ بدینی اور مردود ہے۔ ہمارے لئے اللہ کی طرف کو کوئی راستہ نہیں ہے مگر شرعی طور سے۔ اور کوئی راہ نہیں ہے جس سے اللہ کی طرف کو گمراہی ہو جس نے شریعت میں تبدیلی ہے جو شخص کہے کہ ادھر کوئی اور راہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بر خلاف اس کے جو شریعت نے بتلایا اس کا قول جھوٹا ہے پس ایسے شیخ کو عقیدہ نہ بنایا جائے جس کو ادب نہ ہو حضرت ابنِ بدیع لسانی فرماتے ہیں۔

فونظرتم الی رسول اعظمی من الکرام حتی یرتقی فی الھوۃ فلا تغتروا الذی تنظرونہ کیف تجددونہ عند الامور داخی وحفظ الحدود الشریعۃ۔ ترجمہ۔ اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کتاب و راہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا میں اڑا ہے تو دھوکہ میں نہ آ جاؤ جب تک کہ یہ نہ دیکھ لو کہ اس میں اور ضلہ مدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ الطریق کاہما مسدودۃ علی الخلق الا علی من اتقى اللہ فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ۔ کل طریق پر پاب رہیں۔ سوائے اس کے جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بتدہ چلے۔ انہیں حضرت جنید کے پاس کسی نے کہا۔ ایک قوم کہتی ہے کہ نحن واما فلا حاجۃ لنا الی الصلوۃ والصیام آپ نے فرمایا۔ صدقوا فی الصلوۃ ولکن الی سقر۔ ترجمہ۔ ترجمہ صحیفہ

(فقہ) مسلمان موت کے فریق صفحہ ۱۷ سے آگے

ترجمہ - اس سے روایت ہے انہوں نے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہوئے تک پرورش کی قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح پر آئیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا - یعنی جس طرح یہ انگلیاں آپس میں بیٹھتی ہیں - اس طرح وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ نِسَاءً أُمَمًا وَنِسَاءً مِمَّنْ لَمْ يَنْتَهِنَ لَهَا أَتَانَهُنَّ فَلَمْ يَخْذُ عِشْرَةَ غَدَاةٍ وَجَدَتْهُنَّ فَغَطَّ بِحُجْرَتِهَا أَيُّهَا أَهْلُ بَيْتِهَا بَيْنَهُنَّ وَوَلَدَهُنَّ تَحْتَ بَيْتِهَا فَغَطَّتْ قَامَتْ تَحْتَ حُجْرَتِ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ فَنُتِنَ فَقَالَ مَنِ ابْنَتِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ يَسْتَفِيحُ فَاحْشَرِي لِيَهْنِ كُنْ لَهُ مِثْرًا مِثْرَ ابْنِ الْكَافَّةِ

منقول علیہ ص ۳۱۲

ترجمہ - عائشہ سے روایت ہے - انہوں نے فرمایا - کہ میرے پاس ایک عورت سائل آئی - اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں - اس وقت میرے پاس دو ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا - میں نے اسے وہی دے دی - اس نے خود تو نہ کھائی اور دونوں بیٹیوں کو تقسیم کر دی - پھر اٹھ کر چلی گئی - اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے - میں نے انہیں ساری بات سنائی - آپ نے فرمایا - جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش کی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا - یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کے سامنے آئیں جائیں گی -

تنبیہ - دنیا دار عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - جب بیٹی پیدا ہو - تو خوش نہیں ہوتے - اور ان کی خدمت کو بچھڑ خیال کرتے ہیں - ہمارے پنجاب میں ذرا سی بات میں مان اگر ناراض ہو جائے تو بیٹی کو ان الفاظ سے کوستی ہے - (۱) میں توں مرجائیں (۲) میں توں ڈب جائیں (۳) میں توں گردوں لہہ خالیا اور اگر ماں باپ ماضی ہوں تو دنیا دار مرنے والے الفاظ سے یاد کرتے ہیں (۱) تاس ہوئیں گلاں کیبیاں سوئیںیاں کر دی اسے (۲) تیری گلیجی کدھ لال (۳) تیری گلیجی کھن کھالوں -

میری بیٹو - یہ سارے فخرے پتہ دے رہے ہیں کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہے - تم ہی انصاف کرو - کیا بیٹیوں کے حق میں بھی خوشی کے وقت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتی ہو - عزیز بیٹو - یاد رکھو - گزشتہ دونوں حدیثوں

میں غور کر کے دیکھو - کہ دو بیٹیاں آخرت میں وہ کام دیتی - کہ بیٹے سو بھی نہیں دے سکتے - اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو ہی نہیں سکتا - کہ قیامت کے دن محمد المصلح خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے - لہذا یاد رکھو - بیٹیوں کی خدمت کرنا اپنی سادگت خیال کیا کرو - اور خوشی سے ان کی خدمت کیا کرو - تاکہ تمہارے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں یہ بھی یاد رکھو کہ آنحضرت کے گھارہا بیاں ہی تھیں اور صاحبزادے تو دودھ پینے کی حالت میں وفات پا گئے - حضرت ناسرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لائیں - تو آپ کھڑے ہو جاتے - سفر سے تشریف لاتے - تو پہلے ان کے ہاں تشریف لے جاتے - (رباعی پھر)

(فقہ) کسب حلال صفحہ ۱۷ سے آگے

فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے - جن قدر روزی جس کے لئے مقدّر ہے لفظاً پہنچ کر رہے گی - جو وسائل و اسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں اگر آدمی کی نظر اسباب و تمایز اختیار کرتے وقت مستحبّ الاسباب پر ہو تو یہ توکل کے منافی نہیں - البتہ خدا کی قدرت کو اسباب عادیہ میں مقید نہ سمجھا جائے -

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال آپس میں نافع نہ کھاؤ - مگر یہ کہ آپس کی ہمتی سے تجارت ہو -

مطلب یہ ہے کسی کا مال نافع کھالینا مثلاً بھوت بول کر یا دغا بازی سے یا چوری سے ہرگز درست نہیں - مال اگر سوداگری یعنی بیع و شراہ کرہ تم باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں - اس مال کو کھاؤ - جائز طریقے سے لینے کی حاجت نہیں - بعض دوکاندار طریقے مال میں تقویٰ اور گھٹیا مال کی آمیزش کر کے اسی جنس کے بمبادلہ فروخت کرتے ہیں - یہ دغا اور فریب ہے - (۵) یَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حِثْ حِلًّا طَبَقَ الْخَطِّ ج ۵

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ - اور شیطان کی پیروی نہ کرو - بے شک وہ تمہارا مزین دشمن ہے -

مطلب یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے اس میں سے کھاؤ - شطرنج وہ شرعاً حلال و طیب ہو - نہ تو فی انفسہ حرام ہو جیسے مرور اور خنزیر - نہ کسی امر عارضی سے اس میں حرمت آگئی ہو جیسے

غضب، چوری، رشوت اور سود کا مال -

(۶) یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن ثَمَرِ مَا ذَرَأْتُمْ حَتَّىٰ يُبْدِ الثَّمَرُ لَهُمْ تفسیر - اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ - جو روزی ہم نے دی تم کو - اور اللہ کا شکر کرو - (۷) وَصِيَّ يَتَقِيَّ حَتَّىٰ يَفْهِمَ نَفْسَهُ مَا ذَلَّلَتْ لَهُهُ الْمُفْعِلُونَ ج ۲۸ - ۲۸ - ۱۶ تفسیر - اور جس کو بچاؤ اپنے نفس کے لالچ سے - سودی لوگ مراد کو پہنچے -

وہی شخص مراد کو پہنچتا ہے - جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے لالچ سے بچائے - اور حرص و بخل سے محفوظ رہے - (۸) قُلْ مَا رَعَيْتُمُ اللَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنَ الْخَبَرِ وَلَئِنَّكُمْ لَتُفَوِّقُونَ تفسیر - آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے - تمنا سے اور سوداگری سے -

ایک مرتبہ جمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے - اسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر آ رہا تھا - اس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا - لوگ میں پہلے ہی سے ناچ لی کی تھی - شہر کے دوڑنے کہ اس کو فیر آئیں اکثر لوگ چلے گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمی باقی رہ گئے - تو مذکورہ آیت اُتری + سوداگری اور دنیا کا کھیل متاثر کیا کچھ ہے؟ وہ ابدی دولت حاصل کرو - جو اللہ کے پاس ہے - اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر و عبادت میں ملتی ہے - روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے - وہی بہتر روزی دینے والا ہے - اس قصیدہ و تادیب کے بعد صحابہ کی شان یہ تھی کہ معاش کے وعدے ان کو اللہ کی یاد سے اور احکام الہیہ کی بجائے آدمی سے غافل نہیں کرتے تھے - بڑے سے بڑا بیچارہ یا معمولی خیر و فروخت کو فی ہیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی تھی -

(فقہ) اتباع سنت صفحہ ۱۷ سے آگے

ہیں - پس ہم کو نماز اور روزہ کی حاجت نہیں فرمایا سچ کہتے ہیں پیغمبر ہیں لیکن دوزخ کی طرف پہنچتے ہیں -

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری نے فرمایا - پر ہوا پری گلے باشتی بر آب دوی سے باشتی دل بدست آکر کہ گئے باشتی - ترجمہ اگر کوئی آدمی کرامت سے ہمارا بڑا تو مکھی ہوا اگر پانی پر چلا تو تکیہ ہو گیا - ہاں اپنے دل کو قابو میں کرو - تب انسان ہوگا -

حضرت ذہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بچوں کا صفحہ

ہمیشہ وعدے پورے کیا کرو

(از جناب محمد شفیع عمر الدین - دفتر ادارہ میجر خاص)

چمڑے کا سامان

ہولٹل - سوٹ کیس - انجی کیس
فائل بیگ - فینسی بیگ - مینڈیک
پچھاتہ وغیرہ

عمدہ اور نئے ڈیزائن

بازار سے بار عایت فرغوں پر خرید فرمائیں
پنجاب لیڈر سٹور انارکلی لاہور

لاہور اتھلیٹک سنٹ صفحہ ۱۸ سے آگے
من رانہ یحییٰ مع اللہ تقاضے
حالات تخریجہ عن حد علم الشرعی
فلا تقربین مد۔

ترجمہ - جس کو دیکھو کہ اللہ کی
محبت اور قربت میں ایسی حالت کا دھڑے
کرتا ہے جو کہ حد شرعی سے خارج ہے
اس کے قریب مت چکو۔

یہ اقوال مشت نمونہ از خود اسے
ہم نے بزرگان دین کے پیش کیے ہیں۔
اس سے اندازہ لگا لیں کہ اتباع سنت
کی کتنی تاکید فرماتے ہیں۔

جو شخص سنت نبویؐ کے خلاف
ہو وہ ہرگز ہرگز مقتدی نہیں بن سکتا
اور نہ خدا کے ہاں وہ مقرب دلی
ہے۔

خلاف پیغمبر کے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہر رسید
میندار سعدی کہ راہ صفا
تو ان رفت جز وہ پئے مصطفیٰ
وہ ما علینا الذم الملائع

(شیخ احادیث الرسول صوفی سے آگے)

حاضر ہوا اور دس غازی رات دن میں باقی رہ گئیں
میں پھر موٹی کے پاس آیا انہوں نے پھر یہی کہا
میں واپس ہوا اور بارگاہ الہی میں حاضر ہوا۔ اور
رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں
سوئے کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے پھر یہی
کہا۔ میں نے کہا اب مجھ کو رات دن میں پانچ
نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ سوئے نے کہا تمہاری
آنست رات دن میں پانچ نمازوں بھی ادا کر دینی
میں تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور
بڑا سربل کا سخت تیری علاج کر چکا ہوں۔ تم
اپنے پھر دور کار کے پاس جاؤ۔ اور مزید تخفیف چاہو
میں نے کہا میں نے بار بار اپنے پھر دور کار سے
تخفیف کا سوال کیا ہے۔ اب مجھ کو شرم آئی ہے۔

اس لئے میں نے وعدہ کیا کہ کل اسی
جگہ پر اگر قیمت ادا کر دوں گا۔ مگر
مجھے یاد نہ رہا۔ اور تین دن کے بعد
مجھے یاد آیا۔ لہذا میں واپس آیا۔ تو
دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دو عالم حب وعدہ
میرے انتظار میں اسی مقام پر کھڑے
ہیں۔ اور مجھے صرف اتنا فرمایا کہ مرے
بھائی! تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔
میں تین دن سے برابر یہیں تیرا انتظار
کر رہا ہوں۔ (ابو داؤد - باب الادب)

۴۔ اگر آپ وعدہ کرنا جانتے ہو تو
اسے نبائنا بھی سیکھو۔ یہ بات ابھی
طرح ذہن نشین کر لو کہ کوئی نیک
وعدہ کرے اس کو پورا نہ کرنا منافق
کا کام ہے۔ اور ایک کلمہ کو منافق
کی بدخلصت اختیار نہ کرنی چاہئے۔

۵۔ جب کبھی وعدہ کرو تو اس
کو خوب دھیان میں رکھو اور اس کو
پورا کرو۔ اور وعدہ شکنی کے قرآن
شریف اور حدیث شریف کے حکموں کے
مخالف ہرگز جہت نہو۔

۶۔ بات بات پر جھوٹی قسمیں کھا کر
جھوٹے وعدے مت کیا کرو۔ وہ
وعدہ جس کو نبیہ نہ سکو ہرگز وہ
کرو۔ بہترین دستور العمل تو یہ ہے
کہ حتی المقدور وعدے کم کرو۔ صرف
وہ وعدہ کرو جو پورا کر سکو۔

۷۔ اگر اس بات پر کار بند
ہو جاؤ گے تو بڑے ہو کر بڑی عزت
پاؤ گے۔ آپ کی سربات کا لوگ
یقین کریں گے۔ آپ کے وعدوں پر
یقین کریں گے۔

(۱) پیارے بچو! قرآن مجید کے اٹھارویں
پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ بل شاذ
نے مومن بندوں کی خوبیاں بیان فرمائی
ہیں۔ جن کو اپنانے سے وہ دنیا میں
تو بچے پھولیں گے۔ بلکہ مرے کے بعد
بھی کامیاب رہیں گے۔ اور جنت میں
جائیں گے۔ ان اوصاف میں یہ باتیں
بھی ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ رِزْقًا مِّنْهُمْ دُفَعُوا
سُخْرًا كُفْرًا -
ترجمہ - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے
وعدہ کا لحاظ رکھتے ہیں۔

۲۔ ایک مومن کے شاہان شان یہی
ہے کہ ہر نیک اور اچھے وعدے کو
پورا کرے۔ قول و قرار پورا کرنے
کے بعد بد عہدی اور وعدہ خلافی کے
قریب نہ جائے۔ بد عہدی کرنا مومن کا
کام نہیں بلکہ یہ منافق کا فعل ہے۔
ایک حدیث شریف میں منافق کی
ذیل کی تین علامتیں بیان کی گئی ہیں۔
(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
(۲) جب کبھی وعدہ کرے تو اس کے
خلاف کرے۔

(۳) جب اس کے پاس امانت
رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۳۔ ہمارے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنے وعدوں کا خوب
لحاظ فرماتے تھے۔ مثال کے طور پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عہد کا سچا واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی
حسار رضی اللہ عنہ کی زبان سے ہے۔

یہ واقعہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ
وسلم کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ آپ
کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی چیز مول لی تھی۔
اور مجھے اس کی قیمت لدا کرنی تھی۔
آج ہے۔ اس پر راضی ہوں اور اللہ کے اسی

ہفت روزہ اخذ الدین کی

توسیع اشاعت ہر مسلمان کا فرض ہے۔

حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ جب میں اس جگہ سے آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا۔

4371
تیلیفون
خالص سونے کے
بہترین زیورات
نرفش ای جی ہولڈرز
۳۴ - کمرشل بلاک مال روڈ لاہور